REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم　و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP - 23.

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلّۃ

جلد ۳۹　شمارہ ۲۶

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر :- عبدالحق فضل

نائب :- قریشی محمد فضل اللہ

شرحِ چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۱۱ ذوالحجہ ۱۴۱۰ ہجری　۵ وفا ۱۳۶۹ ہش　۵ جولائی ۱۹۹۰ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احبابِ کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازئ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ٭

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"ہم اپنے خدا تعالیٰ پر قوی ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اپنے صادق بندہ کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اگر وہ آگ میں ڈالا جائے تو وہ آگ اس کو جلا نہیں سکتی۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ ایک آگ نہیں اگر ہزار آگ بھی ہو تو وہ جلا نہیں سکتی۔ صادق اس میں ڈالا جاوے تو وہ ضرور بچ جاوے گا۔ ہم کو اگر اس کام کے مقابلہ میں جو خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے، آگ میں ڈالا جاوے تو ہمارا یقین ہے کہ آگ جلا نہیں سکے گی۔ اور اگر شیروں کے پنجرہ میں ڈالا جاوے تو وہ کھا نہ سکیں گے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ ہمارا خدا وہ خدا نہیں جو اپنے صادق کی مدد نہ کر سکے۔ بلکہ ہمارا خدا قادر خدا ہے۔ جو اپنے بندوں اور اس کے غیروں میں ما بہ الامتیاز رکھ دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر دعا بھی ایک فضول شئے ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ میں خدا تعالیٰ کی نسبت بیان کرتا ہوں اس کی قوتیں اور طاقتیں اس سے بھی کروڑ در کروڑ درجے بڑھ کر ہیں۔ جن کو ہم بیان نہیں کر سکتے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۹۱)

حضرت امام جماعت احمدیہ نے ایران کے حالیہ زلزلہ میں خوفناک تباہی پر جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے دلی افسوس اور

گہرے دکھ کا اظہار فرمایا ہے اور جماعت احمدیہ بھارت کو فوری طور پر ایران کے مصیبت زدہ بھائیوں کیلئے

امدادی رقوم جمع کر کے بھجوانے کی ہدایت فرمائی ہے!

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایران کے حالیہ قیامت خیز زلزلے کے نتیجے میں ظاہر ہونے والی خوفناک تباہی جس میں ایک لاکھ کے قریب افراد لقمۂ اجل بن گئے اور لاکھوں افراد بے گھر ہو گئے، اپنے گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار فرماتے ہوئے ہدایت فرمائی ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت بھی اپنے مصیبت زدہ ایرانی بھائیوں کے لئے افسوس اور اظہارِ ہمدردی کے جذبات اور امدادی رقوم بھجوانے کا انتظام کریں۔ لہٰذا جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ :-

(۱) جماعتیں فوری طور پر افسوس اور اظہارِ ہمدردی کی قرارداد پاس کر کے سفارتخانہ ایران نئی دہلی کی وساطت سے صدرِ محترم اور وزیرِ اعظم ایران کے نام ارسال کریں اور اس کی نقول مرکز کے ریکارڈ کے لئے نظارت امورِ عامہ قادیان میں بھجوائیں۔

(۲) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق احبابِ جماعت میں تحریک کر کے مصیبت زدہ ایرانی بھائیوں کے لئے امدادی رقوم جمع کر کے مرکز میں بھجوائیں۔ تا کہ مرکز کی طرف سے یکجائی طور پر یہ رقوم بتوسط ایرانی سفارت خانہ مصیبت زدگان کو بھجوائی جا سکے۔ دفتر محاسب میں اس غرض کے لئے ایک مد ریلیف فنڈ ایران کے نام سے کھول دی گئی ہے۔

جمع شدہ رقوم بلا تاخیر ساتھ کے ساتھ مرکز میں بھجواتے رہیں۔ تاکید ہے۔ نیز دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ان مصیبت زدہ ایرانی بھائیوں کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنے فضل سے اس غیر معمولی نقصان کی تلافی فرمائے۔ آمین ٭

سچ کی عادت!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

"بہت ہی اہم بات ہے کہ ہم اپنے بچوں کو شروع ہی سے نرمی سے بھی اور سختی سے بھی سچ پر قائم کریں اور کسی قیمت پر ان کے جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کریں۔ یہ کام اگر مائیں کرلیں تو باقی مراحل جو ہیں قوم کے لئے بہت ہی آسان ہو جائیں گے۔ اور ایسے بچے جو سچے ہوں وہ اگر بعد میں لجنہ کی تنظیم کے سپرد کئے جائیں یا خدام الاحمدیہ کے سپرد کئے جائیں، ان سے وہ ہر قسم کا کام لے سکتے ہیں۔ کیونکہ سچ کے بغیر فائبر میسر نہیں آتا۔ وہ تانا بانا نہیں ملتا جس کے ذریعے آپ بوجھ ڈال سکتے ہیں، یا منصوبے بنا کر ان کو اس میں استعمال کر سکتے ہیں۔ جھوٹی قومیں کمزور ہوتی ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ نبوت (نومبر) ۱۳۶۸ ہش ۱۹۸۹ء)

جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ ۲۶-۲۷-۲۸ ماہ فتح ۱۳۶۹ ہش (دسمبر ۱۹۹۰ء) کو منعقد ہوگا۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

میر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۵ رِ وفا ۱۳۶۹ ہش

مسئلہ وفات و حیاتِ مسیحؑ "آئینۂ عالم" کے سامنے

(۵)

تیسرا سوال

مولانا عزیز حسن نے یہ پیش کیا ہے کہ :-
"جناب عیسیٰ علیہ السّلام کی تشریف آوری میں سب سے اہم خدمت حدیث کی رُو سے دجّال کا قتل کرنا ہے ۔ کیا مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں دجّال کو قتل کر دیا ۔ حالانکہ ابھی وہ ظاہر بھی نہیں ہُوا ہے ۔" (روزنامہ آئینۂ عالم مراد آباد ۱۲ رمئی ۱۹۹۰ء)

الجواب :- قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویؐ میں آخری زمانہ کے فتنہ کو تین نام دیئے گئے ہیں ۔ دجّال ۔ یاجوج ماجوج اور عیسائیت ۔ اس کا خاتمہ مسیح موعود کے ذریعہ سے بتایا گیا ہے ۔

دجّالی فتنہ

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ دجّالی فتنہ اتنا بڑا فتنہ ہوگا کہ مَیں تم کو اس سے ڈراتا ہوں ۔ اور ہر نبی اس سے اپنی قوم کو ڈراتا رہا ہے ۔ (مشکوٰۃ)

قرآنِ کریم میں دجال کا لفظ موجود نہیں ہے ۔ لیکن اس میں سب سے بڑا فتنہ عیسائیت کو بتایا گیا ہے ۔ فرمایا : تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا (سورۃ مریم : آیت ۹۱ - ۹۲) ۔ یعنی قریب ہوگا کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اس عقیدہ کی وجہ سے کہ انہوں نے رحمٰن خدا کا بیٹا بنا رکھا ہے ۔

ظاہر ہے کہ یہ عیسائی قوم ہے جو ابن اللہ کا عقیدہ رکھتی ہے ۔ اور اس آخری زمانہ میں ہر اعتبار سے مادی دنیا پر چھائی ہوئی ہے ۔ اور ایک کمزور انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا مانتی ہے اور زور شور سے اس کا پرچار کرتی ہے ۔

رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مشکوٰۃ اور کنز العمال میں فرمایا ہے کہ : "جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی اور دس آخری آیات پڑھے گا اس پر دجّال مسلّط نہیں ہوگا ۔" چنانچہ سورۂ کہف کی ابتدائی آیات میں صلیبی عقیدہ کی بُرائی بیان کرتے ہُوئے فرمایا : وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۔ یعنی یہ نبی ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں خدا نے بیٹا بنا لیا ہے ۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۔ یہ بڑی خوفناک بات ہے جو اُن لوگوں کے مُونہوں سے نکلتی ہے ۔

اس سے ثابت ہُوا کہ دجّالی فتنہ اور عیسائیت کا فتنہ ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں ۔

یاجوج ماجوج

اَجَّ يَاَجُّ اَجِيْجًا کے معنے ہیں آگ کا شعلہ مارنا اور بھڑکنا ۔ چنانچہ یہ دونوں قومیں روس اور انگریز یا امریکہ جنہوں نے پُوری دنیا کو دو حصّوں میں تقسیم کر رکھا ہے ، شعلہ سے ہی کام لے رہی ہیں ۔ فیکٹریاں ۔ ریلیں ۔ ہوائی جہاز ۔ راکٹ ۔ بحری بیڑے اور جنگی اسلحہ جو اِن کے دَورِ اقتدار کی ایجادات ہیں ، سب ہی شعلہ بار ہیں ۔ اور یہ اقوام شعلہ رُو بھی ہیں ۔ سورہ کہف کے آخری حصّے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۔ یعنی یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد کرنے والے ہیں ۔ سُورۃ الانبیاء میں فرمایا : حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۔ یعنی یہاں تک کہ جب یاجوج و ماجوج کے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا اور وہ ہر پہاڑ اور سمندروں کی لہروں پر سے پھلانگ کر دنیا میں پھیل جائیں گے ۔ غیر احمدیوں کے نامور شاعر اور فلاسفر علّامہ اقبال اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
قوم مُسلم دیکھ لے تفسیر حَدَبٍ يَّنْسِلُوْن (بانگِ درا)

لغت

لُغت میں الدّجّال کے معنے لکھے ہیں : اَلرُّفْقَةُ الْعَظِيْمَةُ تُغَطِّي الْاَرْضَ بِكَثْرَةِ اَهْلِهَا ۔ قِيْلَ هِيَ الرُّفْقَةُ تَحْمِلُ الْمَتَاعَ لِلتِّجَارَةِ (لسان العرب) یعنے دجال کے معنے ایک بڑے گروہ کے ہیں جو اپنے آدمیوں کی کثرت سے زمین پر چھا جائے گا ۔ اور کہا گیا ہے کہ وہ بہت بڑا تجارتی قافلہ ہوگا ۔ چنانچہ انگریز عیسائیوں نے سب سے پہلے EAST INDIA COMPANY کے نام سے ہندوستان میں اپنے قدم جمائے ، پھر یہاں کے حکمران بن گئے ۔ پھر دُوسرے مسلم ممالک پر بھی غلبہ حاصل کر لیا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

مسلمانو! یہ تب اِدبار آیا ۔ کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا
رسولِ حق ؐ کو مٹی میں سُلایا ۔ مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہیں کرکے پھل ویسا ہی پایا ۔ اِہانت نے انہیں کیا کیا دِکھایا (دُرِّثمین)

دجّال کا خاتمہ

رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ : فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهٗ ۔ یعنی مسیح موعود دجّال کی تلاش کرے گا ۔ یہاں تک کہ اُسے بابِ لُد میں پکڑے گا پھر اس کو قتل کر دے گا ۔ یہاں قتل سے مُراد ظاہری اسباب سے دجّال کو مار ڈالنا نہیں ۔ لَادَّ بِہٖ کے معنے بحث مباحثہ کرنا ، جھگڑا کرنے کے ہوتے ہیں ۔ لہذا مناظرہ اور بحث مباحثہ میں دجّال کو شکستِ فاش دینا مُراد ہے ۔ قرآنِ کریم میں عیسائی قوم کو ہی قَوْمًا لُدًّا قرار دیا گیا ہے ۔

یہ وہ حقائق ہیں جن کی تصدیق بعض نامور غیر احمدی علماء بھی کر چکے ہیں ۔

رُوسی راکٹ

روس کا پہلا راکٹ جب آسمانی فضاؤں کو چیرتا ہُوا آگے بڑھا تو اُس وقت کے روسی وزیرِ اعظم مسٹر خروشچیف نے کہا تھا کہ ہمارا راکٹ آسمان سے بہت سی معلومات لے کر آیا ہے ۔ لیکن مذہبی لوگ جسے خدا کہتے ہیں اس کا کچھ پتہ نہ چلا ۔ اس پر غیر احمدیوں کے نامور عالم مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی مرحوم نے "یاجوجیوں کا نعرہ" کے زیرِ عنوان لکھا تھا کہ :-

"خدا کی تلاش راکٹوں اور میزائیلوں کے ذریعے کرنے کی آج تک کسی کو کیوں سُوجھی ہوگی ۔ دُنیا میں بے شمار پیر پیغمبر رشی اور مُنی گزر چکے ہیں ۔ کسی نے خدا رَسی کے لئے عبادتیں اور ریاضتیں بتائیں ۔ کسی نے فلاں چِلّے اور فلاں مراقبہ کے لئے نشاندہی کی ۔ اِدھر ذہن ان کے بے شمار رہنماؤں میں سے کسی کا بھی نہ گیا کہ معبودِ حقیقی و خالقِ کائنات کی جُستجو آتش بازیوں اور آتش باریوں سے کی جائے ۔ یہ جدّت تو **دجّال** اور **یاجوج ماجوج** کے لئے مخصوص چلی آ رہی تھی ۔ کہ وہ آسمان کی طرف ہوائی جہاز چھوڑیں یا تیر چلائیں اور پھر فتحمندی سے نعرہ لگائیں کہ ہم نے نعوذ باللہ خدا کا خاتمہ کر دیا ۔"

(صدق جدید ۱۲ رفروری ۱۹۵۹ء)

تعجب ہے کہ مولانا عزیز حسن صاحب کو ابھی تک یہی معلوم نہیں کہ دجّال اور یاجوج ماجوج ہے کہاں ـــــ !؟

پس دجّال ۔ یاجوج ماجوج اور عیسائیت ایک ہی فتنہ کے تین نام ہیں ۔ اور رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے رُوحانی فرزند ، بطلِ جلیل اور کاسرِ صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے "وفاتِ مسیحؑ" کے ایک ہی حربہ سے جہاں مقامِ ختمِ نبوّت کو چار چاند لگا دیئے ، وہاں غیر احمدی علماء کے قلوب سے لے کر نصارٰی کی ہیکل تک صلیب کو پاش پاش کر کے اُمّتِ محمدیہ کو اس رنگ میں شاہراہِ غلبۂ اسلام پر گامزن کر دیا کہ اب دُنیا کی کوئی طاقت اس میں روک نہیں بن سکتی ۔ فرمایا :-

"ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسٰی بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا ۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسٰی بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اَولاد کی اَولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی تب خدا ان کے دِلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دُنیا دُوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسٰی اب تک آسمان سے نہ اُترا ۔ تب دانشمند یکدفعہ اِس عقیدے سے بیزار ہو جائیں گے ۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دِن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسٰی کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اِس جھُوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے ۔ اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا ۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں ۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھُولے گا ۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے ۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴)

یہ ہے وہ دائمی پیشگوئی جو ایک سَو سال سے پُوری ہوتی چلی آ رہی ہے ۔ اور قیامت تک پُوری ہوتی چلی جائے گی ۔ اور مخالفین کبھی ابنِ مریم کو آسمان سے اُترتے ہوئے نہ دیکھیں گے ؎

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ كُلُّهٗ
لِرَبٍّ يَّرٰى حَالِيْ وَقَالِيْ وَيَنْصُرُ (دُرِّثمین عربی)

عبد الحق فضل

خطبہ جمعۃ المبارک

۷ ستمبر کو یہ فیصلہ ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ساری قوم کے نزدیک نعوذ باللہ جھوٹے ہیں۔

اور اس وجہ سے اس بات کے سزاوار ہیں کہ انہیں قتل کر دیا جائے

اور ۷ ستمبر ہی کو جماعت احمدیہ کے خلاف یہ فیصلہ کیا گیا اور ساری قوم اس میں متفق ہو گئی

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۵ ہجرت ۱۳۶۹ ہش مطابق ۲۵ مئی ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد صاحب جاوید انچارج سلسلہ دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ یونس کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:-

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ۝

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے ان کی بداعمالیوں کے نتائج پیدا کرنے میں اور ان کے برے اعمال کا ثمر ان کو پہنچانے میں اسی طرح جلدی کرتا جس طرح وہ خیر کی توقعات میں جلدی کرتے ہیں، اور دنیا کے اموال اور دنیا کی دولتوں کے حصول کے لئے جلدی کرتے ہیں یا اپنے اچھے اعمال کے پھل کے لئے جلدی کرتے ہیں تو یقیناً اس دنیا میں ان کی صف لپیٹ دی جاتی اور ان کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں ان کی جو ہلاکت مقدر ہے وہ اس سے بہت جلدی آ جاتی جتنا ان کے وہم و گمان میں ہے۔ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا۔ پس ہم ان لوگوں کو جو ہماری لقاء کی توقع نہیں رکھتے ان کی اپنی ہی بداعمالی کی طغیانیوں میں اس طرح بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتے ہیں جیسے اندھا ٹٹولتے ہوئے اپنی راہ پر چلتا ہے۔

یہ اس آیت کریمہ کا تشریحی ترجمہ ہے جس کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی۔ اس کا اطلاق کافروں پر ہوتا ہے۔ ان لوگوں پر ہوتا ہے جو خدا کی لقاء کی توقع نہیں رکھتے۔ لیکن مومنوں کے لئے بھی اس آیت میں بہت سے نشانات ہیں اور بہت ہی غور اور فکر کے مقامات ہیں۔ اور کافروں کی جو تقدیر یہاں بیان کی گئی ہے، دراصل اس کی بنیاد انسانی فطرت پر ہے۔ اور انسانی فطرت کے لحاظ سے مومن بھی اس فطرت میں شریک ہے۔ اگرچہ اس کی فطرت بعض حالات میں مختلف رنگ میں رد عمل دکھاتی ہے۔ لیکن جہاں تک فطرت انسانی کا تعلق ہے وہ کافر اور مومن میں یکساں ہے۔ اور ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ ایک انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ اچھی چیز کے لئے وہ جلدی کرتا ہے۔ اور اپنی بداعمالیوں پر نگاہ نہیں کرتا۔ اور غلط کاموں کے نتائج سے نہ صرف یہ کہ غافل رہتا ہے بلکہ ایک مبہم سی توقع لگائے رکھتا ہے کہ شاید وہ نتائج نہ ہی نکلیں۔ یہ وہ فطرت ہے جو کافر اور مومن دونوں میں مشترک ہے۔ یہ ایسی فطرت ہے جس میں بچے بھی اسی طرح مبتلا ہیں جس طرح جوان اور بوڑھے۔ ایک سکول کا بچہ جب امتحان دے کر آتا ہے تو جہاں تک اس کے پرچے کے اس حصے کا تعلق ہے جہاں اس نے اچھا جواب دیا ہو، وہ امید رکھتا ہے کہ وہ نمایاں اور روشن ہو کر ممتحن کو دکھائی دے گا۔ اور اگر اس کے لئے گنجائش ہی کوئی نہیں یا نمبر کا شائبہ نہ ہوگا۔ اور جو برا پرچہ کیا ہوا ہو اس کے متعلق اپنے تصور کی آنکھیں بند کر لیتا ہے کہ ممتحن کو شاید نظر نہ آئے۔ وہ [illegible] سرسری طور پر گزر جائے گا اور ہر غلطی کو پکڑ نہیں سکے گا۔ اب یہ ایک سادہ سی بات ہے۔ اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں۔ لیکن یہی بات جب روزمرہ کی زندگی میں انسان کے اعمال سے تعلق رکھتی ہے اور سنجیدہ اعمال سے تعلق رکھتی ہے تو پھر مومن اور کافر کے رد عمل میں ایک فرق پیدا ہو جاتا ہے۔

کافر اپنی بداعمالیوں سے اسی طرح بے خبر رہتا ہے

جیسے ایک بچہ اپنے غلط حل کئے ہوئے پرچے کے نتائج سے بے خبر ہوتا ہے۔ یا اس سے عمداً آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ ایک مومن اپنے نیک اعمال سے بڑھ کر اپنے بداعمال پر نگاہ رکھتا ہے۔ اور ہمیشہ اس خوف میں مبتلا رہتا ہے کہ کہیں میں بداعمالیوں کے نتیجہ میں پکڑا نہ جاؤں۔ پس جہاں تک فطرت انسانی کا تعلق ہے وہ تو یکساں ہی ہے۔ لیکن شعور کے نتیجے میں انسان کے رد عمل میں تبدیلیاں ہونے لگتی ہیں یا ایک جگہ بھلائی کی توقع اتنی زیادہ ہے کہ وہ حرص میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور برائی سے انسان غافل ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایک جگہ برائی کی توقع ایک اور رنگ میں ظاہر ہوتی ہے یعنی اپنی بداعمالیوں پر نظر کرتے ہوئے یہ خوف انسان کو لاحق رہتا ہے کہ کہیں ان بداعمالیوں کے نتیجے میں میں کسی بد نتیجے کا شکار نہ ہو جاؤں۔ اس لئے خدا سے وہ دعائیں کرتا رہتا ہے۔ استغفار کرتا رہتا ہے۔ تمنا رکھتا ہے کہ جانتے بوجھتے دیکھتے ہوئے بھی صرف نظر فرمائے۔ لاعلمی کے نتیجے میں نہیں بلکہ اپنے حسن خلق کے اظہار کے طور پر۔ یہ وہ مضمون ہے جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور درحقیقت وہ لوگ جو اپنی بداعمالیوں سے صرف نظر کرتے چلے جاتے ہیں ان کا انجام یہاں ہی دکھا دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ان کی تمام بدیاں ان کی نظر سے غائب ہو جاتی ہیں۔ اندھا پن جو اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے وہ اپنی بدیوں کے حقائق سے اندھا پن ہے۔ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ فرمایا گیا ہے۔ وہ اپنی سرکشیوں میں، اپنی بداعمالیوں میں اس طرح آگے بڑھتے ہیں جیسے ایک اندھا بغیر علم کے کہ یہ راہ اس کو کہاں لے کر جائے گی وہ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ وہ اپنی طغیانیوں کی لہروں پر موج در موج آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ جبکہ اپنی راہ کی تعیین گویا ان کے اختیار میں نہیں ہوتی جس طرف طغیانی کی لہریں ان کو لے جاتی ہیں پھر اسی طرف وہ بہتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم وہ مستحق تو نہیں جو تمہاری غلطیوں سے نا واقف رہتے ہیں۔ ہماری تو باریک در باریک کمزوریوں پر اور باریک در باریک نیکیوں پر بھی نگاہ رہتی ہے۔ لیکن ہم اپنی مغفرت اور صرف نظر کے لحاظ سے اتنا وسیع حوصلہ رکھتے ہیں کہ ہم تمہیں ڈھیل پر ڈھیل دیتے چلے جاتے ہیں کہ شاید کوئی وقت ایسا آئے کہ تم اپنے کئے پر پچھتاؤ اور شرمندہ ہو اور پھر تمہارا ضمیر بیدار ہو جائے اور تم واپسی کی فکر کرو۔

یہ وہ مضمون ہے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیں دیکھو ہم کتنا بڑا حوصلہ رکھتے ہیں۔ اگر ہم بھی تمہاری طرح اپنے اعمال کا اجر جلد پہنچانے میں جلدی کرتے یعنی اگر ہم بھی تمہاری طرح بے صبری کا نمونہ دکھاتے اور جس طرح تم اپنے اعمال کے نتائج حاصل کرنا چاہتے ہو اچھے اعمال میں، خواہش کرتے ہو کہ اللہ اپنی نعمت کا پھل حاصل کرنے میں جلدی کرے، اسی طرح ہم تمہاری بدیوں کا پھل دینے میں جلدی کرتے تو تمہاری بدیاں تمہارے نیک اعمال پر اس طرح غالب ہیں کہ تمہاری صف لپیٹ دی جاتی۔ اور تمہیں کوئی مہلت نہ دی جاتی۔ گویا غور کے جو پہلو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائے ہیں ان کا درحقیقت

ہمارے نیک اعمال یا بد اعمال سے براہِ راست تعلق نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے حوصلے اور وسیع القلبی سے تعلق ہے۔ حوصلے اور وسیع القلبی کا لفظ اگرچہ حقیقتاً تو خدا تعالیٰ پر چسپاں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کی ذات ماوراء الوریٰ ہے۔ لیکن انسانی محاورے کی کمزوری ہے جس کی وجہ سے ہم ایسے محاورے بار بار خدا کے لئے استعمال کرنے پر مجبور ہوتے ہیں جنہیں ہم خود سمجھتے ہیں اور تمثیلاً اللہ تعالیٰ کے اوپر ان کا اطلاق کرتے ہیں پس اس پہلو سے میں وسیع القلبی اور بلند حوصلے کی بات کر رہا ہوں۔

اس آیت پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں متوجہ فرما رہا ہے کہ دیکھو۔ ہمارا حوصلہ دیکھو، ہماری وسیع القلبی دیکھو کہ تم بد اعمال کرتے چلے جاتے ہو۔ ایسے بد اعمال جن کے نتیجے میں لازماً تمہیں ہلاک ہو جانا چاہیئے اور

ہم تمہاری ہلاکت کا وقت ٹالتے چلے جاتے ہیں

اور تمہیں موقعہ دیتے چلے جاتے ہیں اور جب تم کوئی اچھے کام کرتے ہو یا دنیا میں محنت کرتے ہو تو اپنی بھلائی کی توقع میں اور اپنے حقوق کے طلب کرنے میں ایسی جلدی کرتے ہو کہ گویا اگر بس چلے تو اُجرت دینے والے کا سر توڑ دو۔ یہ جتنی بھی دنیا میں لیبر یونینز بنی ہوتی ہیں یا اس قسم کی ویلفیئر قائم ہیں یا ایسوسی ایشنز قائم ہیں ان میں حقوق طلب کرنے میں شدت پائی جاتی ہے۔ یہ دراصل اسی رجحان کا ایک نتیجہ ہیں۔ ہر معاملے میں انسان اپنے حق پر نظر رکھتا ہے۔ اور اس میں اتنی جلدی کرتا ہے کہ وہ بھول جاتا ہے کہ میں نے جو حق تلفیاں کی ہوتی ہیں اگر ان حق تلفیوں میں بھی مجھ سے ویسا ہی سلوک ہو اور جلدی مجھے سزا ملے تو میرا پھر کیا حال ہوگا۔ اس کے نتیجے میں میں اس دنیا میں رہنے کے لائق بھی رہوں گا کہ نہیں۔ یہ وہ مضمون ہے جس کا ایک بہت سا حصہ انسان کی نظر سے مخفی رہتا ہے اور مومن کی نظر سے بھی اس کا ایک حصہ مخفی رہتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہم اپنی غلطیوں کو اکثر چھپائے رکھتے ہیں۔ اور اسی طبعی رجحان کے نتیجے میں اپنی خوبیوں کو اُبھار کر نکھار کر پیش کرتے ہیں۔

اس لئے ہمارے جو حالات ہماری سطح پر دکھائی دیتے ہیں وہ درحقیقت ہماری تمام حقیقت کو آشکار کرنے والے نہیں ہوا کرتے۔ ہماری وہ حقیقتیں جو ناپسندیدہ ہیں، جو مکروہ ہیں جو اس بات کی سزاوار ہیں کہ ہمیں سزائیں دی جائیں، وہ حقیقتیں جہاں تک ممکن ہے ہم اپنی ذات کے اندر چھپائے رکھتے ہیں۔ اور وہی باتیں ظاہر کرتے ہیں جن میں خیر کی طلب ہو۔ جن کے نتیجے میں خیر کی توقع ہو۔ پس انسانی زندگی پر اگر اس آیت کے مضمون کو اطلاق کر کے دیکھیں تو اکثر انسان کا مخفی حصہ وہی ہے جو بدی سے تعلق رکھنے والا ہے۔ اور انسان کا اکثر اچھا حصہ وہی ہے جو اس کی نیکیوں کا نچوڑ ہے۔ جس کو وہ اُچھال کر سطح پر لے آتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہماری، تمہاری بدیوں پر بھی نگاہ ہے۔ اور گہرائی تک نگاہ ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ خدا تعالیٰ تمہاری بدیوں اور بداعمالیوں سے غافل ہے۔ تم نے جو چند نیکیاں اچھال کر ان کے اجر کے مطالبے شروع کئے ہوئے ہیں یا ان کے اجر کی توقعات رکھتے ہو۔ اگر وہ بدیاں بھی اسی طرح اجر کی سزاوار ٹھہریں جن کو تم چھپائے ہوئے ہو تو نیکیوں کا اجر دینے کا تو سوال کیا، تم دنیا میں صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے جاؤ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال کے وقت بار بار بے چینی سے جو یہ دعا کی کہ "لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ"

تو درحقیقت یہ ایک عارف باللہ کی دعا تھی جو جانتا تھا کہ جو نیکیاں دنیا کو دکھائی دے رہی ہیں اس کے علاوہ کچھ اندر بھی اعمال ہیں جو یا چھپے دکھائی دیتے ہیں یا میرے خدا کو دکھائی دیتے ہیں۔

پس ردِ عمل تبدیل ہوتے ہیں عرفان کے ساتھ ورنہ انسانی فطرت تو تبدیل نہیں ہوتی ہر شخص اپنی بداعمالیوں کو چھپاتا ہے۔ خواہ وہ نیک ہو خواہ وہ بد ہو۔ نیک انسان اپنی بد اعمالیوں پر نگاہ رکھتا ہے۔ بد انسان اپنی بد اعمالیوں سے غافل رہتا ہے۔ نیک انسان اپنی بد اعمالیوں سے گھبرا کر بعض دفعہ یہ التجائیں کرنے لگ جاتا ہے کہ اے خدا میری نیکیوں کا بے شک اجر نہ دے مگر میری بد اعمالیوں پر نہ پکڑنا۔ اور یہ کہتے ہوئے جانتا ہے کہ اس دعا میں کوئی نقصان کا سودا نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فطرت میں جو ایک نمایاں بات تھی وہ سادگی اور سچائی تھی۔ بے لاگ اور صاف بات کرنے والی طبیعت تھی۔ ان کی دعاؤں میں بھی یہی رنگ ہے۔ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان ساری خوبیوں سے جانتے ہیں جو خوبیاں آپ کی روزمرہ کی دینی خدمات کے رنگ میں ظاہر ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ذات کو اپنے اندر ڈوب کر دیکھا ہے اور انکساری کی نظر سے دیکھا ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی کوتاہیاں (جو عام انسانوں کی زندگی میں کوتاہیاں کہلاتی ہی نہیں) وہ نیک انسان کو اپنی بدیوں کے طور پر دکھائی دینے

لگ جاتی ہیں۔ پس رجحان کا فرق ہے۔ آپ کا رجحان معلوم ہوتا ہے ہمیشہ اس طرف رہا کہ مجھ سے کیا کمزوری لاحق ہوئی ہے۔ کونسی غفلت ہو گئی ہے۔ کن باتوں میں میں حق ادا نہیں کر سکا۔ ان باتوں پر دھیان کرتے کرتے آپ کی عمر کٹی۔ اور جو غم اپنے سینے میں چھپائے رکھا تھا وہ بے اختیار پھوٹ کر آخری سانسوں کے وقت زبان سے باہر نکلا ہے۔ اور آپ نے بار بار بے چین ہو کر یہ دعا کی: لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ۔ لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ۔ اے میرے خدا! مجھے میری نیک اعمالیوں کی خیر بے شک نہ دے۔ مگر تیری مغفرت کی قسم! میری بد اعمالیوں سے صرفِ نظر کرنا۔ اور میری کمزوریوں کو معاف کر دینا۔ میرا حساب برابر کر دینا۔ پس اگرچہ اس آیت کا اطلاق براہِ راست مومن کی ذات پر نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ فطرتِ انسانی مومن اور کافر میں مشترک ہے اور اس آیت کا گہرا تعلق انسانی فطرت سے ہے۔ اس لئے مومن کے لئے اس آیت پر غور و فکر کی بہت بڑی گنجائش ہے۔

اس مضمون کا ایک تعلق دعاؤں سے بھی ہے۔ ہم جب کسی قوم پر نظر کرتے ہیں، اس کے ظلموں پر نظر کرتے ہیں تو بعض دفعہ ان پر بد دعا کرنے میں جلدی کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ ہمیں اپنا مزاج سمجھا دیا۔ اور مومن جو خدا سے سچی محبت رکھتا ہے وہ طبعاً اور فطرتاً خدا کا مزاج اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ پس مومن کے لئے اس میں دوسری نصیحت یہ ہے کہ دیکھو میرا خدا تو بہت ہی مغفرت کرنے والا ہے۔ بد اعمالیوں کی سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ میں کیوں دعا کے ذریعے خدا کے اس مزاج کے خلاف تقاضے کروں۔

اللہ خیر پہنچانے میں تو جلدی کرتا ہے مگر بدی کے نتائج ظاہر فرمانے میں جلدی نہیں کرتا۔

اور وہ جو موقعہ دیتا چلا جاتا ہے قوموں کو۔ اس پہلو سے ہمیں اپنی دعاؤں کو بھی خدا کے مزاج کے مطابق ڈھالنا چاہیئے۔ "فِیْ طُغْیَانِہِمْ یَعْمَھُوْنَ" میں اگرچہ ان بدنصیبوں کا ذکر ہے جو اس مہلت سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ بہت سے انسان مہلت سے فائدہ بھی اٹھا جاتے ہیں۔ پس جماعت احمدیہ کو قرآن کریم کی اس آیت سے حاصل کردہ سبق کے نتیجے میں اپنی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ کے مزاج کے مطابق ڈھالنا چاہیئے۔ اور ظالموں کے متعلق یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اے خدا! تو ان کی کمزوریوں سے صرفِ نظر فرماتا چلا جا۔ اور بخشش کی نگاہ رکھ اور مہلت دیتا چلا جا۔ یہاں تک کہ وہ سب لوگ جو تیری مہلت سے فائدہ اٹھانے کی استطاعت رکھتے ہیں وہ مہلت سے فائدہ اٹھا جائیں۔ یہاں تک کہ قوم کا وہ سارا حصہ جس میں شرافت ہے، جس میں تقویٰ کی کوئی بو باقی ہے۔ جس میں اس بات کی صلاحیت موجود ہے کہ وہ گرد و پیش سے عبرت حاصل کریں۔ اگر ان کو عبرت نصیب ہو جائے اور ان کی بدیاں دور ہونی شروع ہو جائیں اور وہ نیکیاں اختیار کرنے لگ جائیں تو اس سے بہتر کوئی اور چیز ممکن نہیں ہے۔ پس اے خدا! اس رنگ میں اس قوم کو مہلت دے کہ اس قوم میں جس شخص میں، جس فردِ واحد میں بھی نیکی کا کوئی بیج زندہ موجود ہے وہ بیج پنپ اٹھے۔ اور تیرے فضل کے ساتھ اور تیرے کرم کے ساتھ جو حصے بچائے جا سکتے ہیں وہ بچائے جائیں۔

یہ وہ رجحان ہے جو اس آیت کے مزاج کے عین مطابق ہے۔ بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے وہ چیزیں ضائع نہیں ہونے دیتے۔ جیسے میں نے ایک دفعہ پہلے بھی خطبے میں ذکر کیا تھا، اگر پھل بھی گل جائے تو اس کو کاٹ کر تراشتے ہوئے اس تھوڑے سے حصے کو بھی بچانے کی کوشش کرتے ہیں جو صاف ستھرا موجود ہو۔ بعض لوگ ہیں جو اس معاملے میں بے پرواہ ہوتے ہیں اور خدا کے رزق کی قدر نہیں کرتے۔ پھل کا تھوڑا سا بھی حصہ گلا ہو تو اس کو اٹھا کر ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔ یہی حال ہم روزمرہ کی زندگی میں بچے ہوئے کھانے کے ساتھ ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ یہی سلوک بچی ہوئی روٹیوں کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ بعض لوگ روٹی کو ذرا سا داغ لگ جائے تو ساری روٹی اٹھا کر پھینک دیتے ہیں۔ ان کے لئے بھی اس آیت میں سبق ہیں۔ ان کو خدا کا مزاج اپنانا چاہیئے۔ اور جو حصہ بھی بچ سکتا ہو اس کو بچانا چاہیئے۔ پس قوم کے ساتھ بھی اسی طرح ایک پہلو سے کنجوسی کا سلوک کریں۔ کنجوسی ان معنوں میں کہ جو حصہ بچ سکتا ہے اسے ضائع نہیں ہونے دینا۔ پس مومن کو دعاؤں میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

پاکستان میں اس وقت جو حالات گزر رہے ہیں

وہ دن بدن بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قوم نے مسلسل قومی لحاظ سے تکذیب کر کے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کو بہت بھڑکایا ہے۔ شاذ ہی دنیا کی تاریخ میں ایسی قومیں ہوں جنہوں نے قومی طور پر اس طرح یکطرفہ حملے کرتے ہوئے وقت کے نبی کی تکذیب کی ہو۔ ایسے واقعات شاذ کے طور پر نظر آتے ہیں اور

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم سے ایسا ہی سلوک کیا گیا تھا جبکہ علماء نے اس زمانے کے علماء ہی کہلاتے تھے جو مختلف قبائل کے بڑے لوگ تھے، انہوں نے مل کر اکٹھے ہو کر ایک آخری فیصلہ آپ کی ہجرت سے چند دن پہلے کیا کہ ہم سب نہ صرف اس شخص کی تکذیب پر متفق ہیں بلکہ اس بات پر متفق ہوتے ہیں کہ ہم مل کر بالآخر اس شخص کو ہلاک کر دیں۔ اور اس کے سلسلے کو نابود کر دیں۔ یہ دارالندوہ کا ایک قومی فیصلہ تھا اور عجیب بات ہے کہ یہ فیصلہ ۷ ستمبر کو ہوا تھا۔ کچھ عرصہ پہلے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے زمانے کی تاریخ کو تقویم کے ذریعے شمسی سالوں کے مطابق تبدیل کروایا اور وہ ایک بہت ہی دلچسپ کیلنڈر بنا ہے۔ جسے انشاء اللہ جماعت کے استفادہ کے لئے شائع کیا جائے گا۔ اس کیلنڈر میں جو بعض نمایاں باتیں دکھائی دیتی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ

۷ ستمبر کو یہ فیصلہ ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم ساری قوم کے نزدیک نعوذ باللہ جھوٹے ہیں

اور اس وجہ سے اس بات کے سزاوار ہیں کہ انہیں قتل کر دیا جائے اور ساری قوم اس میں متفق ہو جائے اور ۷ ستمبر ہی کو جماعت احمدیہ کے خلاف یہ فیصلہ کیا گیا اور ساری قوم اس میں متفق ہو گئی کہ یہ جماعت اسلام سے خارج اور گردن زدنی اور ہر قسم کے ظالمانہ سلوک کی مستحق اور سزاوار ہے

ضمناً ایک بات یہ بھی ہے بتا دوں کہ ایک اور دلچسپ تاریخ جو نکلی وہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کا یوم وصال بعض گہرے محققین کے نزدیک ۲۶ مئی بنتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم وصال بھی ہے۔ یہ دیکھ کر میری توجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی اس حدیث کی طرف بھی منتقل ہو گئی کہ مسیح میری قبر میں دفن کیا جائے گا۔ یُدْفَنُ مَعِیَ فِی قَبْرِی۔ محاورۃً اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسا میرا انجام دیسا اس کا انجام اور تاریخ کے لحاظ سے بھی بعینہ وہی انجام بنتا ہے یعنی ۲۶ مئی کو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کا وصال ہوا اور ۲۶ مئی کو ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا۔ بہرحال یہ ایک ضمنی بات ہے۔ یہ بات قطعی ہے کہ اس زمانے میں قوم نے ۷ ستمبر کو متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم دین اور حق سے خارج اور گردن زدنی ہیں۔ اور اسی فیصلے کی بنیاد ۷ ستمبر کو جماعت احمدیہ کے خلاف بھی ڈالی گئی۔ ساری قوم نے مل کر جماعت احمدیہ کی تکذیب کا فیصلہ کیا لیکن اس سے پہلے جب یہ فیصلہ ہوا تھا تو اس فیصلے کے باوجود خدا تعالیٰ نے قوم کو مہلت دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ قوم کا ایک بہت بڑا حصہ ہلاک ہونے سے بچ گیا۔ پس اس قومی تکذیب کے باوجود ان کے بچنے کی گنجائش بھی موجود ہے۔ خدا کی پکڑ جب تک نہیں آتی اس وقت تک ہمیں ہر صورت قوم کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور جو بھی حصہ خواہ گند میں مبتلا بھی ہو چکا ہو اگر کوئی بھی صاف حصہ اپنی نیکی کا رکھتا ہے تو اس کے لئے بھی ہدایت کے سامان پیدا فرمائے۔

پس اللہ تعالیٰ خواہ کوئی بھی حال ہو دعاؤں کی روح یہ ہونی چاہیئے جو میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہے۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا، دعاؤں کے ساتھ کوشش بھی آخر وقت تک جاری رہنی چاہیئے

خالی دعائیں کرنا اور دوا چھوڑ دینا یہ بھی ہمیشہ سے کا دستور نہیں رہا ہے۔

دعائیں بھی جاری رکھیں۔ دوائیں بھی کرتے رہیں اور اس وقت سب سے زیادہ ضرورت پاکستان کو، پاکستان میں بسنے والے پاکستانیوں کو اور پاکستان سے باہر بسنے والے پاکستانیوں کو یہ کھول کھول کر بتانے کی ضرورت ہے کہ تم اپنی حالیہ تاریخ پر نظر ڈالو۔ تم نے کیا کیا کام کئے ہیں، جن کے نتیجے میں خدا تم سے یہ سلوک کر رہا ہے۔ تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ گذشتہ گیارہ سال میں ملک میں اسلام نافذ ہوا ہے۔ تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم نے شریعت کے نفاذ کے سلسلے میں وہ کچھ کیا جو ضیاء کے دور سے پہلے کوئی دنیا میں کر نہیں سکا۔ تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ جماعت احمدیہ کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر اور تمام مراعات سے محروم کر کے تم نے اسلام کی عظیم الشان خدمت کی ہے۔ تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم نے ۹۰ سالہ مسائل حل کئے اور ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دیا جس کی نظیر دوسری اسلامی تاریخ میں دکھائی نہیں دیتی اگر یہ سارے دعوے سچے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو تم پر بہت زیادہ مہربان ہونا چاہیئے تھا۔ اللہ تعالیٰ تو اس آیت میں فرماتا ہے کہ میں کافروں سے بھی صرف نظر فرماتا ہوں۔ ان کی بداعمالیوں کی سزا دینے میں بھی جلدی نہیں کرتا تمہارے معاملے میں خدا تعالیٰ کو کیا ہو گیا ہے کہ تمہاری نیکیوں کی جزاء تو نہیں دے رہا اور تمہاری بداعمالیوں کی سزا دینے میں اتنی جلدی جلدی آگے بڑھ رہا ہے کہ روز روز تمہاری حالت بگڑتی چلی جارہی ہے۔ مختلف قسم کے مریض ہوا کرتے ہیں۔ بعضوں کی حالت سالوں میں بگڑا کرتی ہے۔ بعضوں کی دنوں میں بعضوں کی گھنٹوں میں بگڑتی ہے۔ تم تو اس حال کو پہنچ گئے ہو کہ ہر دم تمہاری حالت غیر ہوتی چلی جارہی ہے۔ دنیا کی ہر برائی تمہارے قومی وجود کا حصہ بن چکی ہے اور ہر قسم کی بدیوں نے تمہیں گھیر رکھا ہے۔ اَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ والا منظر ہمارے سامنے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض ظالم اور گنہگار ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی خطیئہ ان کو گھیرے میں لے لیتی ہے۔ نکلنے کا رستہ نہیں رہتا۔ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پاکستان میں عام مسلمان شہریوں کا اس وقت یہ حال ہے۔ سوال یہ ہے اور یہ بتانے کی ضرورت ہے۔ یہ سوال اٹھانے کی ضرورت ہے کہ تم نے گذشتہ ۱۵۔۲۰ سال میں کیا کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ احمدیوں کو دائرہ اسلام سے باہر نکال کر تم نے ایک تاریخی خدمت دین کی ہے۔ احمدیوں پر ظلم و ستم روا رکھ کر تم نے دین حق کی ہر طرح سے پاسداری کی اور جس حد تک ممکن تھا تم نے فاسقوں اور ظالموں کو سزائیں دے کر خدا کی یعنی اپنی دانست میں خدا کی رضا حاصل کی ہے۔ اور یہ کیسی خدا کی رضا ہے۔ اتنے بڑے مجاہدین، اتنے عظیم الشان خدمت دین کرنے والے اس طرح خدا کی نظر سے گرائے گئے ہوں، کبھی دنیا کی تاریخ میں کوئی اور بھی ایسا منظر دیکھا ہے۔ کوئی ایک بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے رضا کے اظہار کا نمونہ پاکستان میں آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گا۔ ظلم، سفاکی، بدی ہر چیز میں قوم اتنا بڑھ چکی ہے کہ اب کھلم کھلا اخباروں میں اشتہار شائع ہو رہے ہیں۔ بعض ایسوسی ایشنز بن گئی ہیں۔ وہ اشتہارات کے ذریعے بدیاں گنواتے ہیں کہ

یہ یہ بدیاں اس قوم میں ہیں۔ کوئی اچھائی ہے تو ہمیں بتاؤ۔

ہم اس سچائی کی تلاش میں ہیں۔ کہیں کوئی اچھائی قوم میں ایسی باقی دکھائی نہیں دیتی کہ خود بخود دکھائی دینے لگے۔ اس لئے لوگ اشتہار دے رہے ہیں کہ اگر کسی کی نظر میں کوئی خوبی ہو جو ہماری نظر میں نہ آئی ہو تو مہربانی فرما کر فلاں فون نمبر پر یا فلاں پتے پر خط لکھ کر ہمیں بتائیں کہ ایک خوبی ابھی باقی رہ گئی ہے۔ اور بدیاں کھلم کھلا اور نمایاں طور پر جلی قلم کے ساتھ لکھوا کر وہ شائع کروا رہے ہیں اور کوئی جواب دینے والا باقی نہیں رہا۔ کوئی کہنے والا نہیں ہے کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ ہم ان بدیوں میں مبتلا نہیں ہیں۔ پس یہ وہ تاریخ ہے جو گذشتہ ۱۵۔۲۰ سال سے اندر رہ کر UNFOLD ہوتی ہوئی، اس طرح کھلتی ہوئی دیکھی ہے جس طرح پتی کھل رہی ہو تو آہستہ آہستہ کھل کر وہ پورے صفحے کی طرح سامنے آجاتی ہے۔ اس طرح قوم کے اعمال نامے کا صفحہ اب کھل چکا ہے اور ہر کوئی دیکھ رہا ہے۔ صرف ان کو یہ ہوش نہیں کہ یہ کیوں ہمارے ساتھ ہو رہا ہے کہ وہ لوگ واضح سوالات کرنے کی ضرورت ہے اور بار بار یہ سوالات کرنے کی ضرورت ہے کہ بتاؤ تم نے اس عرصے میں کیا کیا ہے؟

اسلام کی سب سے بڑی خدمت تم نے کیا سرانجام دی تھی۔ اس خدمت کی یہ جزاء ہے جو خدا دیا کرتا ہے؟ پہلوں کو کیوں نہ خدا نے ایسی خدمتوں کی جزاء دی۔ پس صاف پتہ چلتا ہے کہ اس قوم کا جرم صرف یہی ہے کہ اس نے بحیثیت قوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی اور پھر ظلم اور افتراء میں بڑھتی چلی گئی۔ ہر طرح کے گند حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر اُچھالے گئے۔ آپ کی تصویروں کو بھیانک شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ کے اوپر ہر قسم کے بہتان باندھے گئے۔ ہر قسم کی گالیاں دیں اور قوم نے کھلے بندوں لوگوں کو اجازت دی کہ جتنا چاہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر مغلظات بکتے چلے جاؤ۔ اگر نہیں اجازت تو دفاع کی اجازت نہیں ہے۔ یہ کارنامہ ہے جو قوم نے اس عرصے میں سرانجام دیا ہے۔ اور یہ کارنامہ اگر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا تھا تو یہ رضا ہے خدا کی جو تم دیکھ رہے ہو بہت ہی خوفناک رضا ہے۔ اگر یہ خدا کی رضا ہے تو اس سے تو خدا کی طرف سے عذاب بہتر ہے۔ اس لئے ہوش دلانے کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے جھنجھوڑنے سے، بار بار پکارنے سے کچھ لوگ جن کی قسمت میں جاگنا ہے وہ اُٹھ کھڑے ہوں۔ وہ دیکھنے لگ جائیں۔ ان کو شعور پیدا ہو جائے اور جتنا حصہ قوم کا بچ سکتا ہے بچ سکے۔ پس ان کنجوسوں کی طرح جو خدا کا رزق ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے وہ گلے ہوئے پھل میں سے بھی کچھ ٹکڑا کاٹ کر الگ کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ رزق بندوں کے لئے پیدا کیا ہے، ہم کیوں اس کو ضائع ہوتے دیں، ان کنجوسوں سے بڑھ کر اس قوم سے سلوک کریں۔

جس قوم کو یہ ملک خدا کے نام پر عطا ہوا تھا۔

اس قوم کا حق ہے کہ اس سے بڑھ کر کنجوسی کا یعنی اس پہلو سے جس پہلو سے میں نے وضاحت کی ہے، سلوک کریں، جس قوم نے خدا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کے نام پر یہ وطن حاصل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو عقل دے اور شعور دے اور ہوش دے۔ جتنے بھی اس قوم میں سے بچائے جا سکتے ہیں وہ بچا لئے جائیں کیونکہ اب وقت تھوڑا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ خدا کی پکڑ بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔ اور یہ لوگ اپنی طغیانیوں میں يَعْمَهُونَ، اندھوں کی طرح آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور کچھ پتہ نہیں کہ ہم کس سمت میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہوش دے اور شعور عطا کرے اور جماعت احمدیہ کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ پہلے سے بڑھ کر اس پیغام کو قوم کے سامنے رکھیں اور اس سوال کو بار بار اٹھائیں اور جہاں تک ممکن ہے اس قوم کو جھنجوڑ جھنجوڑ کر جگانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، کیونکہ بہت سے سخت دن میں اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ اور اس آیت پر جب نظر پڑتی ہے تو اس کا جو دوسرا انذاری پہلو ہے اس سے دل لرزنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان کو اپنی طغیانیوں میں آگے جانے دیتا ہوں۔ یہ بہت ہی خوفناک مہلت ہے۔ جیسے کوئی خوفناک آبشار کی طرف، ایک تختے کے ساتھ بندھا ہوا بے بس اور بے طاقت بڑھتا چلا جا رہا ہو اور پہلے سے بڑھ کر وہ طغیانی جوش دلا رہی ہو اور پتہ ہو کہ ابھی کچھ فاصلے کے بعد وہ فال (FALL) ہے وہ آبشار ہے جہاں سے گرنے کے بعد پھر واپسی کی کوئی راہ باقی نہیں رہتی۔ پس ایسی ہی خوفناک ہلاکت کی آبشار کی طرف قوم کی طغیانیاں اس قوم کو لئے چلے جا رہی ہیں۔ ایک دعائیں ہی ہیں اور پُر درد دعائیں ہی ہیں اور انذار ہے جو دلوں کو ہلا دینے والا انذار ہو جس کے نتیجے میں اس قوم کے بچنے کی کوئی امید پیدا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم بچانے والوں میں شمار کئے جائیں، ہلاک کرنے والوں میں شمار نہ ہوں۔ ٭

۱۰ جون کی برکات

مکرم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب سکندر آباد سے ایڈیٹر کے نام ایک خط میں فرماتے ہیں :-

اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے رکھے اور آپ کا ہمیشہ مددگار رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ آپ کو احسن طور پر ایڈیٹر بدر کے فرائض انجام دینے کی توفیق دے رہا ہے۔ الحمد للہ۔ ۳ر مئی ۱۹۹۰ء کے بدر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ اور ۱۰ر جون کا کشفی تاریخی اور واقعاتی عظمت پر آپ کا اداریہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے مزید احسانات یاد آئے اور خیال آیا کہ آپ کو مطلع کروں۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ بالخصوص دس جون اور جمعہ اور بالعموم دس تاریخ اور جمعہ اور عشاء سے عظیم نشان نشانات ظاہر ہونے کے اعتبار سے حضور انور کے مقدس وجود کا گہرا اور معجزانہ تعلق ہے اور آپ نے اس کی مثالیں دی ہیں۔

مجھے یاد آیا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے سپین کی مسجد کا افتتاح بروز جمعہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۸۲ء کو فرمایا تھا اور یہ اسلام کی تاریخ میں بہت عظیم الشان واقعہ ہے الحمد للہ۔

دوسری بات جو یاد آئی وہ یہ ہے کہ ۱۰ر نومبر ۱۹۸۰ء کو پندرھویں صدی ہجری شروع ہوئی تھی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑی دعاؤں کے ساتھ اس کا استقبال کیا تھا اور جماعت نے کثرت کے ساتھ اس تاریخ کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا ورد کیا تھا۔ بالکل اسی تاریخ کو یعنی ۱۰ر نومبر ۱۹۸۹ء کو دیوار برلن گرانے کا واقعہ پیش آیا۔ الحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ جماعت کو اپنے مزید فضلوں سے نوازے۔ پیارے آقا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی عمر اور صحت میں بہت برکت دے اور حضور کو اپنے مقاصد عالیہ میں عظیم الشان کامیابیاں عطا فرمائے۔

اپنے خاندان کے لئے سکندر آباد کی جماعت کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ ایک عرصے سے خیال تھا کہ آپ کو خط لکھوں عجیب اتفاق ہے کہ ۱۰ر جون کو توفیق ملی۔

درخواست دعا

مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی، درویش نائب ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان قریباً دو ماہ سے ریڑھ کی ہڈی اور ٹانگوں میں تکلیف محسوس کر رہے تھے کہ ۲۲ر ۶ کو اچانک طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی اور لقوے کے آثار ظاہر ہونے لگے اسی روز امرتسر لے جا کر ڈاکٹروں کو دکھایا گیا جنہوں نے مختلف ٹیسٹ لینے کے بعد ادویات تجویز کیں۔ ۲۶/۶/۹۰ کو دوبارہ امرتسر جا کر چیک اپ کرایا ہے۔ بروقت علاج شروع ہو جانے سے بفضلہ تعالیٰ کافی افاقہ ہے تاہم کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب جماعت سے موصوف کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(خاکسار۔ خورشید احمد انور ناظم وقف جدید قادیان)

٭ محترمہ عابدہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الصمد خان صاحب گیرنگ ۱۵/- روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے تحریر کرتی ہیں کہ میرا نواسہ کا عزیزم عبد الحکیم خان کی صحت و سلامتی اور ذہنی پریشانی کے ازالہ کے لئے اور بعض بیماری میں مبتلا ہے شفاء کاملہ کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ (ادارہ)

تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۹ء

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

قسط نمبر ۴ آخری

فیضانِ ختمِ نبوت جاری ہے

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

احباب کرام! عرب کی تاریک دنیا میں فیضان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نتیجہ میں جو عظیم انقلاب رونما ہوا یہ اس کی ایک مختصر سی اجمالی جھلک ہے۔ فیضان ختم نبوت کا یہ عظیم کرشمہ اور انقلاب ان لوگوں میں دیکھنے میں آیا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ تھے۔ لیکن کچھ لوگ اور بھی تھے جو فی الحال آپ کے دامن سے وابستہ نہ تھے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کیا تھا اس لئے آپ کا فیض کسی خاص طبقہ سے مخصوص نہ تھا۔ غیر مسلم اقوام کو بھی فیضانِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا پورا حصہ ملا۔ چنانچہ آپ کی بعثت سے قبل یہ خیال عام تھا کہ جب دوسرے مذہب والوں کو کلی طور پر ذلیل اور رسوا نہ کر لیا جائے اور انہیں حیوان ثابت نہ کر لیا جائے۔ تب تک اپنی سچائی اور برتری ثابت نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ ایسے ہی خیالات کی نشاندہی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ

(البقرۃ ۱۱۴)

یعنی یہ کیسی ظلم کی بات ہے کہ یہود کہتے ہیں کہ عیسائیوں میں کوئی خوبی نہیں ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودیوں میں کوئی خوبی نہیں ہے حالانکہ دونوں ایک ہی کتاب پڑھنے والے ہیں۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے خیالات کی تردید کرتے ہوئے قرآنی الفاظ میں اعلان فرمایا کہ — وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا (فاطر ع ۳)

اے لوگو خدا فرماتا ہے کہ ہم نے ہر قوم میں اپنا رسول بھیجا ہے۔ اس لئے ہر قوم میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور موجود ہے اور ہر قوم کا کوئی نہ کوئی طبقہ اپنی دیانت اور امانت اور خشیت اللہ کے سبب قابل احترام و عزت ہے چنانچہ قرآن حکیم یہود کی دلداری کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ —

"ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ اگر ان کے پاس ڈھیروں ڈھیر مال بھی بطور امانت رکھوا دیا جائے تو وہ اس میں خیانت نہیں کریں گے۔" (آل عمران)

اسی طرح عیسائیوں کے تعلق سے بھی بیان کرتا ہے۔

"ان میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو خدا کا ذکر سن کر رو پڑتے ہیں اور خشیت سے ان کے دل بھر جاتے ہیں۔" (سورۃ مائدہ)

احباب کرام! یہ کیسی دلربا تعلیم ہے کہ وہ غیر مسلم اقوام جو باہم ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتی ہیں۔ ایک دوسرے کی توہین کرتی ہیں اور پھر تھکتی نہیں ان کی باہمی کدورتوں اور مناقشات کو نہ صرف دور ہی کیا بلکہ اس کے بالمقابل ان کی عزت و ناموس کو دنیا میں قائم کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم رعایا کے ساتھ جو لطف و کرم کا سلوک فرمایا اور جس طور پر انہیں اپنے فیض سے فیضیاب کیا وہ سب واقعات ایک بحر ناپیدا کنار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بطور مثال چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا

"جو مسلمان کسی ایسے غیر مسلم پر جس کے ساتھ اسلامی حکومت کا معاہدہ ہے کوئی ظلم کرے گا یا اسے کسی قسم کا نقصان پہنچائے گا یا اس پر کوئی ایسی ذمہ داری یا کام ڈالے گا جو اس کی طاقت سے باہر ہے یا اس سے کوئی چیز بغیر اس کی دلی خواہش اور رضامندی کے لے گا تو اے مسلمانو! سن لو میں قیامت کے دن اس غیر مسلم کی طرف سے ہو کر اس مسلمان کے خلاف خدا سے انصاف چاہونگا۔"

(ابوداؤد بحوالہ سیرت خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۴۳۳)

(۲) — پھر جذبات اور احساسات کا رشتہ بہت نازک ہوتا ہے اور بہت سے لوگ خصوصاً اقتدار اور ثروت کے زمانہ میں اس معاملہ میں بہت بے اعتنائی دکھاتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلبہ اور حکومت کے زمانہ میں بھی غیر مسلم اقوام کے احساسات کا بہت خیال رکھتے تھے چنانچہ —

"ایک دفعہ مدینہ میں ایک یہودی نوجوان بیمار ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس کی حالت کو نازک پا کر آپ نے اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ وہ آپ کی تبلیغ سے متاثر ہوا مگر چونکہ اس کا باپ زندہ تھا اور اس وقت پاس ہی کھڑا تھا وہ ایک سوالیہ حیثیت بنا کر باپ کی طرف دیکھنے لگ گیا۔ باپ نے کہا بیٹے! اگر تمہاری تسلی ہے تو بے شک ابوالقاسم کی بات مان لو۔ لڑکے نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا خدا کا شکر ہے کہ ایک روح آگ کے عذاب سے نجات پا گئی۔"

(بخاری ابواب الجنائز)

(۳) — پھر جب شام کا ملک فتح ہوا اور وہاں کی عیسائی آبادی اسلامی حکومت کے ماتحت آگئی تو ایک دن جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ کے شہر میں کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پاس سے ایک عیسائی کا جنازہ گزرا۔ یہ دونوں اصحاب اسے دیکھ کر تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے ایک مسلمان نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحبت یافتہ نہیں تھا اور ان اخلاق سے ناآشنا تھا جو اسلام سکھاتا ہے یہ دیکھ کر بہت تعجب کیا اور حیران ہو کر سہل اور قیس سے کہا کہ یہ تو ایک ذمی کا جنازہ ہے! انہوں نے جواب دیا کہ ہاں ہم جانتے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا کہ آپ غیر مسلموں کے جنازہ کو دیکھ کر بھی کھڑے ہو جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کیا ان میں خدا کی پیدا کی ہوئی جان نہیں ہے۔"

(بخاری ابواب الجنائز)

(۴) — سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر مسلم اقوام کے جذبات اور ان کے مذہبی پیشواؤں کی عزت و اکرام کا اس قدر خیال تھا کہ ایک دفعہ جب ایک صحابی نے کسی یہودی کے سامنے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ پر ایسے رنگ میں فضیلت بیان کی جس سے اس یہودی کے دل کو سخت صدمہ پہنچا تو آپ نے اس صحابی کو ملامت فرمائی اور فرمایا کہ تمہارا یہ کام نہیں کہ خدا کے نبیوں میں اس طرح بعض کو بعض پر افضل بیان کرتے پھرو۔ اور پھر آپ نے حضرت موسیٰ کی ایک جزوی فضیلت بیان کر کے اس یہودی کی دلداری فرمائی۔

(بخاری کتاب بدء الخلق)

رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کا دائرہ غیر مسلم اقوام کے لئے صرف آپ کی زندگی تک ہی محدود نہ تھا بلکہ آپ کے بعد خلفاء کرام کے عہد میں بھی غیر مسلم اقوام اس چشمۂ فیض سے فیضیاب ہوتی رہیں اور ہر دور میں یہ ثبوت مہیا کرتی رہیں کہ بلاشک فیضان ختم نبوت جاری و ساری ہے۔ چنانچہ

(۵) — حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق خلافت کے منصب پر متمکن ہوئے آپ کے بارہ میں حدیث کی مشہور کتاب مؤطا امام مالک میں روایت آتی ہے کہ —

"آپ جب کبھی کوئی اسلامی فوج روانہ فرماتے تھے تو اس

کے امیر کو خاص طور پر یہ ہدایت فرماتے تھے کہ غیر مسلم اقوام کی عبادت گاہوں اور ان کے مذہبی بزرگوں کا پورا پورا احترام کیا جائے"۔

(مؤطا امام مالک کتاب الجہاد)

⑥۔ اسی طرح حضرت عمرؓ اپنے دورِ خلافت میں ایک دفعہ ایک ایسی جگہ سے گذرے کہ جہاں بعض غیر مسلموں سے جزیہ وصول کرنے میں کچھ سختی کی جارہی تھی۔ یہ دیکھ آپ وہیں رُک گئے اور غصہ کی حالت میں دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا گیا کہ یہ لوگ جزیہ ادا نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی طاقت نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان پر وہ بوجھ ڈالا جائے جسکی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ انہیں چھوڑ دو۔ اور پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو شخص دنیا میں لوگوں کو تکلیف دیتا ہے وہ قیامت کے دن خدا کے عذاب کے نیچے ہوگا"۔

(کتاب الخراج)

⑦۔ حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاکیدی ارشادات کے ماتحت اپنی غیر مسلم رعایا کا اس قدر خیال تھا کہ آپ نے اپنی وفات کے وقت خاص طور پر ایک وصیت کی جس کے الفاظ یہ تھے:—

"میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اسلامی حکومت کی غیر مسلم اقوام سے بہت نرمی اور شفقت کا معاملہ کرے۔ ان کے معاہدات کو پورا کرے۔ ان کی حفاظت کرے ان کے لئے ان کے دشمنوں سے لڑے اور ان پر قطعاً کوئی ایسا بوجھ یا ذمہ داری نہ ڈالے جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو"۔

(کتاب الخراج صہ ۷۲)

⑧۔ پھر حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک یہودی کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا تو اس یہودی سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے اس نے کہا۔ بوڑھا ہوگیا ہوں اور نظر کمزور ہے کام ہو نہیں سکتا اور جزیہ کی رقم بھی ابھی میرے ذمہ واجب الادا ہے یہ سن کر حضرت عمرؓ بے چین ہو گئے۔ فوراً اسے اپنے ساتھ لیا اور گھر لا کر مناسب امداد دی اور پھر بیت المال کے افسر کو بلا کر کہا کہ یہ کیا ہے بے انصافی ہے کہ ایسے لوگوں پر جزیہ لگایا جاتا ہے! ہمیں تو حکم ہے کہ غرباء کی امداد کریں نہ کہ الٹا ان پر ٹیکس لگائیں۔ اس کے بعد ایک حکم جاری فرمایا کہ ایسے لوگوں پر جزیہ نہ لگایا جاوے بلکہ اس قسم کے مستحق لوگوں کو بیت المال سے وظیفہ دیا جاوے"۔

(کتاب الخراج قاضی ابو یوسف)

⑨۔ سیدنا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب مسلمانوں نے شام کو فتح کیا تو معاہدہ کی رُو سے مسلمانوں نے شام کی عیسائی آبادی سے ٹیکس وغیرہ وصول کیا۔ لیکن اس کے تھوڑے عرصہ بعد رومی سلطنت کی طرف سے پھر جنگ کا اندیشہ پیدا ہوگیا جس پر شام کے اسلامی امیر حضرت ابو عبیدہؓ نے تمام وصول شدہ ٹیکس عیسائی آبادی کو واپس کر دیا اور کہا کہ جب جنگ کی وجہ سے ہم تمہارے حقوق ادا نہیں کر سکتے تو ہمارے لئے جائز نہیں کہ یہ ٹیکس اپنے پاس رکھیں۔ عیسائیوں نے یہ دیکھ کر بے اختیار مسلمانوں کو دعا دی اور کہا "خدا کرے تم رومیوں پر فتح پاؤ اور پھر اس ملک کے حاکم بنو"۔ چنانچہ مسلمانوں نے دوبارہ جب فتح حاصل کی تو علاقہ کی عیسائی آبادی نے بڑی خوشی منائی۔

(کتاب الخراج ابو یوسف صہ ۸۰)

فیضان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی یہ کرشمہ تھا کہ جب حضرت عمرؓ شام تشریف لے گئے تو وہاں کے عیسائی لوگ گانے اور بجاتے ہوئے آپ کے استقبال کے لئے نکلے اور آپ پر تلواروں کا سایہ کیا اور پھولوں کی بارش برسائی۔

(فتوح البلدان بلاذری صہ ۱۴۶)

احبابِ کرام! جس طرح اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ کائنات سے لیکر رسالت مآب سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری لمحات تک ہر ذی نفس کو فیضان ختم نبوت کے سرچشمہ سے فیضیابی کا شرف بخشا اسی طرح اس نے شانِ خاتم النبیین کے اعلیٰ و ارفع مقام کے پیش نظر قیامت تک کے لوگوں کے لئے اس چشمۂ فیض کے دائرہ کو وسیع تر کر دیا۔ چنانچہ اس نے روحانیت کے چار عظیم الشان مراتب کا ذکر کرکے ببانگ دہل اس بات کا اعلان کر دیا کہ ان مراتب عالیہ کو حاصل کرنے کے لئے بجز اس راہ کے اور کوئی راہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل وجان سے پیروی کی جائے جیسا کہ فرماتا ہے:—

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (نساء، آیت ۷۰)

یعنی نبوت۔ صدیقیت، شہادت اور صالحیت یہ چاروں روحانی مراتب آج بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ مگر صرف اس کو ہی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں فنائیت کا مقام حاصل کرنے والا ہوگا۔ گویا — روحانیت کا ہر مرتبہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی سے مل سکتا ہے اور روحانیت کا ہر فیضان اب آپ کی غلامی سے ہی وابستہ ہے۔ چنانچہ مولانا قاری محمد طیب صاحب مرحوم مہتمم دار العلوم دیوبند جو غیر احمدی علماء میں روشن خیال اور فہیم عالم تھے انہوں نے اپنی کتاب "آفتابِ نبوت" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:—

"حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخشی بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آگیا نبی ہوگیا اور یہی شانِ خاتم کی ہوتی ہے۔ ..... آپ کی یہ منصب رسانی اور سرچشمہ کمالات نبوت ہونے کی امتیازی شان آغاز بشریت سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جا پہنچی"۔

(آفتاب نبوت صہ ۱۰۹، ۱۱۱)

بانی جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:—

"اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"۔

(حقیقۃ الوحی صہ ۹۷ حاشیہ)

لیکن سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بہت بڑی فضیلت اور عظمت ہے کہ روحانیت کے سب کمالات آپ کی نبوت تامہ کے تابع ہیں اور آپ کی اتباع کاملہ سے ہی روحانیت کا ہر مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ کے دامن فیض سے جدا ہو کر کچھ حاصل کرنا محال ہے اس ایک دروازہ کے علاوہ باقی سب دروازے بند ہیں اور حصولِ فیض کے سب وسائل مسدود ہیں۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:—

"میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ آپ کے سوا کوئی راہ نیکی کی نہیں"۔

(الحکم ۱۷، ستمبر ۱۹۰۹ء)

فیضانِ ختم نبوت کا درخشندہ دور

سامعین کرام! فیضانِ ختم نبوت کا دائمی اور عالمگیر چشمہ رواں اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا کرشمہ صرف آپ کی زندگی تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ آپ کے بعد خلفائے راشدین کے وجود میں ان کا غیر متناہی سلسلہ جاری رہا اور پھر اس دور میں جبکہ سلطنتوں کی رقابت نے کبر و علماء کو پیدا کر دیا اور عروج کے زمانہ میں دولت اور ثروت نے ظلمت نفس کو بڑھاوا دیا اور غفلت اور سستی نے ایمان کو کھانا شروع کر دیا تو فیضان ختم نبوت کا چشمہ رواں روحانی مجددین کی صورت میں ظاہر ہوا۔ حدیث نبوی کے مطابق ہر صدی میں مجدد اور رہنماء آتے رہے جنہوں نے نہ صرف اسلام کے صحیح مفہوم اور خاتم الانبیاء کی حقیقی شان اور اپنے پاک نمونہ کو دنیا کے سامنے پیش کیا بلکہ اپنا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ وحی والہام اور رویا و کشوف کے ذریعہ ثابت کیا اور دنیا پر اس سربستہ راز کو کھول دیا کہ فی الحقیقت زندگی بخش اور خدا نما اور خدا سے ملانے والا اگر کوئی وجود ہے تو وہ صرف و صرف سرکار دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے موجودہ دور میں جب بعض کوتاہ بین لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ مذہب اسلام چودہ سو سال قبل کے لوگوں خصوصاً عرب کے بدوؤں اور صحرا نشینوں کے لئے قابل عمل تھا اور اب اس مہذب اور متمدن اور ترقی یافتہ دور میں یہ قابل عمل نہیں رہا اور اس پر ستم یہ کہ خود مسلمان کہلانے والے قرآن کریم اور حدیث کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام سے بہت دور ہو گئے اور یہود و نصاریٰ کے (باقی صفحہ ۱۲ پر)

اُذکروا موتاکم بالخیر

حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کا ذکرِ خیر

از محترمہ امۃ الدلد ف صاحبہ بیگم محترم ڈاکٹر کریم اللہ صاحب زیروی U.S.A

میرے پیارے ابا جان ۵ ر اکتوبر ۱۹۸۹ء کی صبح کو ۳ بجے ایڈ منٹن کینیڈا میں انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ہ. دل حزیں ہے آنکھیں اشکبار ہیں لیکن ہم خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

پیارے ابا جان نہایت شفیق باپ تھے ہماری ذراسی تکلیف پر بے چین ہو جاتے تھے دعا اور ہر ممکن تدبیر کرتے تھے اپنے آرام پر بچوں کے آرام کو ترجیح دینے والے تھے۔ حسین یادیں چھوڑ گئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب کرے لواحقین کو صبر و جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

پیارے ابا جان کی یادیں فلم کی طرح دماغ میں گھومتے ہوئے واقعات ہیں جب میں کینیڈا پہنچی تو ابا جان INTENSIVE CARE میں تھے آنکھیں بند تھیں سانس کی آواز آتی تھی بلانے پر کچھ آنکھیں کھولتے لیکن فوراً بند ہو جاتی تھیں۔ اگلے دن صبح ہی وفات پا گئے۔ ایسے لگتا تھا جیسے سور ہے ہوں۔ یقین نہیں آتا کہ پیارے ابا جان ہم سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو گئے۔

HEART ATTACK سے دو روز قبل فون پر باتیں کیں۔ بالکل ٹھیک ٹھاک تھے۔ سب بچوں سے بہت پیار تھا۔ لیکن میرے ساتھ تو لگتا تھا کہ سب سے زیادہ ہے۔ میری دلی خواہش کو بھانپ لیا کرتے تھے میری امی بتایا کرتی ہیں کہ جب میں پیدا ہوئی تو رویا بہت کرتی تھی تو اکثر تمہارے ابا جان ساری ساری رات تمہیں گود میں لے کر ٹہلا کرتے تھے۔ مجھے بیٹا کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ میں اچھی خاصی بڑی تھی غالباً نویں۔ دسویں کلاس کی طالب علم تھی گرمیوں میں رات کو جب پیاس لگتی تو اپنی امی کو آواز دیتے ہوئے کہتی "آپا پانی" تو ہمیشہ پیارے ابا جان پانی کا گلاس لے کر آ جاتے تھے کبھی کوئی بیمار پڑتا تو ابا جان ہر طرح کی تیمارداری کرتے کبھی کھانسی لگتی تو پیارے ابا جان رات کو اٹھ کر بھی گلے میں دوائی لگاتے کبھی گلے کے باہر دوائی سے مالش کرتے اور کہتے کہ تمہاری ایک ایک کھانسی کی آواز میرے دل پر ہتھوڑا بن کر لگتی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ آدھی رات کو ابا جان میرے سرہانے کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے کہ "بیٹا کیا بات ہے" میں نے حیران ہو کر ان کو کہا کہ ابا جان کوئی بات نہیں تو کہنے لگے کہ ابھی تم نے سوتے سوتے ہائے کہا تھا۔ سوتے میں کہیں ہائے نکل گیا ہوگا۔ پیارے ابا جان نے اتنا بھی انتظار نہ کیا کہ دوسری بار آواز آئے فوراً آکر حال پوچھنے لگے۔ نیند ان کی بڑی ہلکی تھی ذراسی آواز پر بیدار ہو جاتے تھے۔ مجھے سائنس پڑھنے کا شوق تھا جب میں نے دسویں کا امتحان پاس کیا تو مجھے آگے سائنس پڑھنے کی خواہش تو تھی (ان دنوں ربوہ میں لڑکیوں کا کوئی سائنس کالج نہیں تھا) لیکن میں نے اس کا اظہار نہ کیا کیونکہ گھر کے حالات ایسے نہیں تھے کہ میں لاہور جا کر پڑھ سکتی۔ ابا جان واقف زندگی تھے۔ ماشاء اللہ سات بچے تھے بمشکل گزارہ ہوتا تھا۔ لیکن ایک روز ابا جان میرے پاس آئے اور کہنے لگے "بیٹا لاہور جا کر پڑھنے کو دل کرتا ہے"۔ میں نے کہا کرتا ہے۔ تو کہنے لگے تیار ہو جاؤ لاہور جائیں گے نہ جانے ابا جان نے کہاں کہاں سے قرض لے کر مجھے اور پھر ایک وقت میں مجھ سے چھوٹی بہن باسط کو اکٹھے ایم ایس سی کروانے کے لئے اخراجات پورے کئے۔ جب ہم دونوں ایم ایس سی کے آخری سال میں تھیں تو STRIKE کی وجہ سے سالانہ امتحان لیٹ ہوتے جا رہے تھے ہم گھر گئے تو امی نے مجھے بتایا کہ قرضہ حسنہ کی آخری قسط بھی اپریل میں ختم ہو چکی ہے اور امتحان لیٹ ہوتے جا رہے ہیں تمہارے ابا جان پریشان ہیں دُعا کرو جلد امتحان ہو جائیں جب ہم لاہور واپس گئے تو پتا چلا کہ یونیورسٹی میں دو وظیفے نئے نکلے ہیں ایک لڑکے کے لئے اور ایک لڑکی کے لئے لڑکی والا خدا کے فضل سے مجھے مل گیا۔ اور اس طرح ایک سال کا وظیفہ یکمشت مل گیا ابا جان لاہور آئے تو کہنے لگے بیٹا کتنے پیسے چاہئیں۔ میں نے ابا جان سے کہا ابا جان اب تو وظیفہ مجھے مل گیا اب تو پیسوں کی ضرورت نہیں۔ تو کہنے لگے بیٹا وہ تو تمہارے اپنے پیسے ہیں میں نے ابا جان سے کہا کہ ابا جان آپ کیسی باتیں کرتے ہیں، اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ عجیب سلوک تھا ان کا۔

ایم۔ ایس سی کے دوران ایک مرتبہ میں نے ابا جان کو خط لکھا تو کسی کام کیلئے لاہور آنے کے لئے لکھا اور لکھا کہ فلاں تاریخ کو آپ لاہور آئیں۔ اس روز سارا دن میں ابا جان کا انتظار کرتی رہی لیکن ابا جان نہ آئے شام ہوئی تو مجھے بڑا رونا آیا کہ ابا جان کیوں نہیں آئے آنسو تھمنے میں ہی نہ آتے تھے مجھے یہ تھا کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں لکھوں اور ابا جان نہ آئیں۔ میری روم میٹ ایک شیعہ فرقہ سے تعلق رکھنے والی لڑکی تھی وہ بڑی حیران تھی کہ باپ بیٹی میں ایسا تعلق بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرے روز میں کلاس میں تھی تو کسی نے مجھے بتایا کہ تمہارے ابا جان ہوسٹل میں تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ کیمپس اور ہوسٹل کے درمیان تقریباً ایک میل کا رستہ تھا میں ہوسٹل کی طرف چل پڑی مئی جون کا مہینہ تھا اور شدید گرمی پڑ رہی تھی۔ جب میں آدھے راستہ میں پہنچی تو دیکھا کہ ابا جان پسینہ سے شرابور کیمپس کی طرف چلے آرہے ہیں۔ مجھ سے کہنے لگے کہ کل مجھے جامعہ سے چھٹی نہ مل سکی، مجھے معلوم تھا کہ تم پریشان ہو رہی ہو گی کہ میں کیوں نہیں آیا آج میں کلاس لے کر بس پر بیٹھ کر آیا ہوں بس میں سفر کرنے سے ان کو بڑی دقت ہوتی تھی کیونکہ بار بار پیشاب آنے کی ان کو تکلیف تھی مجھے بڑا افسوس ہوا کہ میں نے خواہ مخواہ ابا جان کو تکلیف دی میری امی بھی کبھی کبھی ہوسٹل آیا کرتی تھیں وہ شیعہ لڑکی ابا جان امی جان سے اس قدر متاثر تھی کہ ایک مرتبہ اس نے ان کے متعلق خط میں لکھا کہ "تمہارے عظیم الشان ماں باپ"

میری شادی جب ہوئی تو میں نے امریکہ جانا تھا میری فلائٹ لاہور سے تھی، پیارے ابا جان میری رخصتی کرتے ہی گاڑی پر بیٹھ کر اتنا لمبا سفر کر کے کراچی گئے تاکہ میں لاہور سے کراچی پہنچوں تو وہ وہاں ہوں اور مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ ہو. کراچی میں غالباً پہلی مرتبہ گئے تھے۔ ارادہ تھا کہ بعد میں کچھ روز ٹہر کر کراچی کی سیر وغیرہ بھی کریں۔ لیکن مجھے رخصت کرنے کے بعد فوراً واپس ربوہ چلے گئے اور لکھا کہ تمہیں رخصت کر کے دل اس قدر بے چین ہو گیا کہ قرار نہ آتا تھا۔ اس لئے میں واپس ربوہ چلا گیا۔

۱۹۶۹ میں ہم واپس پاکستان آئے امریکہ سے تو آتے ہوئے کئی جگہوں پر رکے۔ ہر جگہ ابا جان نے انتظام کیا ہوا تھا کہ ایرپورٹ پر ہمیں لوگ لینے آئے تھے جسکی وجہ سے ہمیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔ ان دنوں ابا جان کوئٹہ میں مقیم تھے کچھ کتابت کا کام کر رہے تھے اس لئے ہم کوئٹہ سے ہوتے ہوئے لاہور گئے کوئٹہ میں ان دنوں پانی کی قلت تھی نلوں میں پانی بند تھا صرف تھوڑی دیر کے لئے آتا تھا تو برتن بھر لیتے تھے میں بچوں کے گندے کپڑے دھونے لگی تو ابا جان آ گئے اور کہا۔ بیٹا میں پانی ڈالتا جاتا ہوں تم دھولو۔

غالباً ۱۹۷۵ء میں میں پاکستان گئی بڑے دو بچے شیراز میں ہی تھے اپنے باپ کے ساتھ۔ چھوٹے دو بچوں کو لے کر گئی تھی کسی وجہ سے واپسی لیٹ کرنی پڑی، واپسی کی سیٹ بک کروانے کے لئے ابا جان نے بڑی کوشش کی سیٹ لاہور سے بک ہوئی تھی لاہور سے دوبئی تک تو بک تھی۔ لیکن دوبئی سے شیراز تک کی تو بک نہ تھی آخری دن تک کوئی جواب نہ آیا میں بڑی پریشان تھی دو بچے اتنے دنوں سے اکیلے شیراز میں تھے اس لئے

جاری واپس جانا چاہتی تھی۔ ان دنوں گاڑی ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر نہ رکتی تھی۔ اس لئے اباجان نے کار کا انتظام کیا تاکہ میں چنیوٹ جاکر گاڑی پر بیٹھوں میرے بہنوئی میرے ساتھ تھے اباجان بیمار تھے اس لئے ساتھ نہ آسکے چنیوٹ میں بھی گاڑی نہ ملی اس لئے بذریعہ بس لاہور جانا پڑا۔ جب PIA کے آفس گئی تو انہوں نے کہا کہ دوبئی سے شیراز تک کوئی سیٹ نہیں ہے۔ جواب آگیا ہے۔ اور انہوں نے اسی وقت میری لاہور سے دوبئی تک کی سیٹ بھی CANCEL کردی بڑی پریشانی تھی جب میں گھر پہنچی جہاں لاہور میں ہم ٹھہرے تھے تو دیکھا کہ اباجان بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ تم نکل کر گئے تو ریم کا تار آگیا کہ دوبئی سے شیراز تک کی سیٹ بک ہوگئی ہے۔ میں بس پر بیٹھ کر آگیا ہوں کہ شاید کہ یہ تار تمہارے کام آجائے مجھے بڑا دکھ ہوا کہ اباجان نے بیماری میں اتنی تکلیف کی۔ میں نے ان کو بتایا کہ اب تو انہوں نے میری لاہور سے دوبئی تک کی سیٹ بھی cancel کردی ہے۔ اباجان کہنے لگے تم جاکر کوشش تو کرو میں دعا کرتا ہوں۔ جب میں تار لے کر وہاں گئی تو انہوں نے کہا کہ ہم اس تار کو نہیں مانتے اور یہ کہ اب تو آپکی لاہور سے دوبئی تک کی سیٹ بھی نہیں ہے۔ میں بڑی پریشان تھی سمجھ نہ آتی تھی کہ کیا کروں۔ مجھے یہ بھی دکھ تھا کہ اباجان اتنی دور سے تکلیف اٹھا کر آئے ہیں اتنی دیر میں PIA کا افسر خود ہی اٹھ کر میرے پاس آگیا اور بڑی شفقت سے کہنے لگا۔ بی بی کیا بات ہے میں نے اسے سارا ماجرا سنایا تو اس نے فوراً کہا کہ میں ذمہ داری لیتا ہوں اور بکنگ والے آدمی سے کہا کہ فوراً ان کی سیٹ بحال کرو۔ اور مجھے کہا کہ بی بی کل جہاز چلنے سے کافی پہلے ایرپورٹ پر پہنچ جانا۔ دوسرے دن فلائٹ تھی مجھے نہ صرف لاہور سے دوبئی کی سیٹ مل گئی بلکہ دوبئی سے شیراز والے جہاز پر بھی کوئی دقت پیش نہ آئی کیونکہ آدھے سے زیادہ جہاز خالی تھا اس وقت سمجھ میں آیا کہ لاہور میں صرف تنگ کر رہے تھے اور حقیقت نہ تھی۔ یہ اباجان کی دعائیں اور کوشش ہی تھی کہ میں مزید پریشانی سے بچ گئی ورنہ نہ جانے کب تک وہ یہی جواب دیتے اور تنگ کرنے کے لئے کہتے کہ سیٹ نہیں ہے

۸۰-۱۹۷۹ء میں میں بہت بیمار ہوگئی تھی میری امی کو میرے پاس بھجوایا خود بوڑھے تھے سخت حزردہ تھے میری بیماری کی وجہ سے کوئی بچہ پاس نہ تھا روکھی سوکھی کھاتے تھے لیکن میری امی کو لکھتے تھے کہ میری فکر نہ کرو تمہیں جتنا عرصہ وہاں رہنا پڑے رہو میری بیٹی ٹھیک ہو جائے ایک سال اکیلے رہے ہم جب کبھی ربوہ جاتے اگر کوئی بچہ بیمار ہو جاتا تو ہم سے بڑھ کر پریشان ہو جاتے رات کو اٹھ اٹھ کر آتے حال پوچھتے دوائی دیتے غرض دوسروں کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دیتے۔

میری امی بتاتی ہیں کہ جب بچہ کی پیدائش ہوتی تو دس دن تک اباجان اپنے ہاتھ سے نہایت اہتمام سے ناشتہ تیار کرتے میری امی کے لئے اور بیٹیوں کے لئے بھی۔

طبیعت میں نفاست تھی صفائی پسند تھے۔ درویش صفت تھے انہیں یہی ہوتا تھا کہ بچوں پر بوجھ نہ بنوں۔ اپنا ہر کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے بوقت ضرورت اپنے کپڑے خود دھو لیتے تھے حتیٰ کہ رفو بھی کر لیا کرتے تھے۔ جب بھی ہم فون پر بات کرتے تو مختصر بات کیا کرتے تھے پھر کہتے اپنی امی سے بات کریں ان کو یہ خیال رہتا تھا کہ ہمارا فون کا بل زیادہ نہ آجائے۔ ان کی تحریر میں چاشنی تھی۔ ان کے خطوط پڑھ کر بڑا لطف آتا تھا اس سال اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انہیں بہت سے FUNCTIONS میں شمولیت کا موقعہ عطا فرمایا۔ پہلے صد سالہ جوبلی کا فنکشن WASHINGTON D.C میں اٹینڈ کیا پھر دو مرتبہ TORONTO CANADA جانے کا موقعہ ملا۔ ایک مرتبہ صد سالہ جوبلی کے BANQUET میں شمولیت کے لئے اور دوسری مرتبہ جلسہ سالانہ کے لئے پھر واشنگٹن میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کی۔ پھر LOS ANGELES کی مسجد کے افتتاح میں شریک ہوئے DISNEY LAND کی سیر بھی کی اس کے بعد لندن کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی اور پھر کیلگری میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کی۔ اب پاکستان جانے کا ارادہ تھا اور راستہ میں عمرہ کرنے کی شدید خواہش تھی اسی کے ویزا کیلئے تصویریں کھنچوانے بازار گئے تھے کہ طبیعت خراب ہوگئی۔ ہسپتال گئے اور وہیں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضور نے پیارے اباجان کا نہایت احسن ذکر خیر کیا ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ پیارے اباجان کے اچھے استاد ہونے کے ضمن میں مجھے یاد آیا کہ جب میں نویں دسویں میں پڑھتی تھی تو کتاب۔ کیونکہ دینیات کم ہی پڑھتی تھی جب امتحان ہونا ہوتا تھا، اباجان سے کہتی کہ آج جلدی گھر آجائیں میں سوال کرتی جاتی اباجان جواب دیتے جاتے۔ سکول جاتی تو اسمبلی میں میری سہیلیاں منتظر ہوتیں کہ میں اباجان سے پڑھ کر آئی ہوں گی ان کو اگر کوئی سوال ہوتا تو مجھ سے پوچھ لیتی تھیں۔

جب میں 4th YEAR میں تھی تو میں نے عربی OPTIONAL لی ہوئی تھی، سالانہ امتحان میں عربی اور دوسرے پرچوں کے درمیان پانچ دن کی چھٹی تھی میں ربوہ گھر گئی تو اباجان نے پانچ دنوں میں سارے سال کی عربی پڑھائی اور سالانہ امتحان میں میرے 95/100 نمبر آگئے۔

پیارے اباجان جامعہ کے سٹوڈنٹس سے نہایت شفقت کا سلوک کرتے تھے ہر ممکن ان کی مدد کرتے کئی غریب طلباء کی شادیوں پر ہم لوگوں میں تحریک کرکے رقم کا انتظام کرکے ان کو دیتے تھے۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے پیارے اباجان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا فرمائے ان کی دعائیں ہمارے حق میں قبول فرمائے۔ سب لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سیرت آنحضرت صلعم

بقیہ ص۸

قدم پر قدم مارنے لگے اور محض نام کے مسلمان رہ گئے اور کشتی اسلام طوفانوں کے بھنور میں ڈگمگانے لگی تو فیضان ختم نبوت نے ایک بار پھر اپنا چمتکار دکھایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی زندگی ثابت کرنے اور آپ کی قوت قدسی کی جلوہ نمائی کے لئے قادیان کی اس مقدس بستی میں رحمۃ للعالمین کے فرزند جلیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو بروز محمد کے رنگ میں رنگین کرکے مسیح موعود و مہدی معہود کے مبارک لقب کے ساتھ اور امتی نبی کا درجہ دے کر مبعوث فرمایا جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں :-

"خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دیکھو میں زمین اور آسمان کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے مردے زندہ ہو رہے ہیں۔ غیبت کے چشمے کھل رہے ہیں۔"
(الحکم ۱۲ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۶)

اسی طرح آپ نے ایک دوسری جگہ فرمایا:-

"زندہ رسول ابدالآباد کیلئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتے ہیں جن کے نقوش طیبہ اور قوت قدسیہ کے طفیل سے ہر زمانہ میں ایک مرد خدا، خدا نمائی کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔"
(الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۲ کالم ۱)

موجودہ زمانہ میں فیضان ختم نبوت کے صدقے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے طفیل حضرت بانی جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے جو بلند مرتبہ اور عظیم الشان روحانی مقام عطا کیا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :

"میں نے محض خدا کے فضل سے نہ کہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۶۲)

پھر ایک دوسری جگہ آپ نے فرمایا:-

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔" (تجلیات الٰہیہ ص ۱۴)

پس ہمارے اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپ کے ذریعہ خلافت علی منہاج نبوت کا قیام اور ایک پاکیزہ فعال جماعت کی تشکیل جو دن رات، عزت مآب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور اسلام کی اشاعت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے مصروف عمل ہے اس کا قطعی عملی ثبوت ہے کہ خدا کے فضل سے فیضان ختم نبوت اپنی پوری شان و شوکت کیساتھ جاری و ساری ہے یہ چشمہ رواں نہ کبھی بند ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا۔ اور وہ دن دور نہیں کہ فیضان محمدی کے طفیل دنیا کے دل جیتے جائینگے اور ان پر اللہ اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت ہوگی۔ جیسا کہ ہمارے پیارے آقا حضرت مسیح موعود نے ہمیں خوشخبری سنائی ہے کہ:-

"آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کرے گا۔" (پیغام صلح ص ۶۲) (ختم شد)

ہمارے پیارے رسولؐ غیروں میں مقبول

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

(از جناب پنڈت ہری چند صاحب اختر ایم۔ اے)

کس نے ذرّوں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قیصر و کسریٰ کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
کہہ دیا لاتقنطوا اختر کسی نے کان میں
اور دل کو سربسر محوِ تمنا کر دیا
سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

(رسالہ نیرنگ خیال)

۲۔ شری شردھے پرکاش دیو لکھتے ہیں:
"آنحضرتؐ کی ذات سے جو جو فیض دنیا کو پہنچے، اُن کے لئے دنیا کو ان کا شکر گزار ہونا مناسب ہے۔ کون کونسی تکلیفیں ہیں جو اس بزرگ نے نسلِ انسانی کے لئے اپنے اوپر برداشت نہیں کیں۔ اور کیا کیا مصیبتیں ان کو اس میں اٹھانی نہ پڑیں؟ عرب جیسے وحشی اور کندہ ناتراش ملک کو خدا کی توحید کی تعلیم دینا اور سیدھے راستے پر لانا ایسے ہی فلسفی مزاج کا کام تھا اور آخر اسی سے انجام ہوا۔ تنگ دل اور متعصب لوگ ایسے بزرگ کی نسبت کچھ ہی کہیں لیکن جو لوگ انصاف پسند اور کشادہ دل ہیں، وہ کبھی محمد صاحب کی ان بے بہا خدمات کو کہ جو نسلِ انسانی کی بہبودی کے لئے بجالائے بھلا کر احسان فراموش نہیں ہو سکتے۔ اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ پرلے درجہ کے تنگ دل اور ناحق شناس لوگ ہیں۔"
(سوانح عمری حضرت محمد صاحب صفحہ ۳)

۳۔ مشہور مضمون نگار انگلستان مسٹر ڈی رائٹ لکھتے ہیں کہ:
"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ذات اور قوم کے لئے ہی نہیں بلکہ دنیائے ارضی کے لئے ابرِ رحمت تھے۔ آپ نے مدتوں مساعی کا سلسلہ جاری رکھا اور سرتوڑ کوشش کی کہ ذات پات کا تفرقہ مٹ جائے اور یہی سبب ہے کہ آج اسلام کے اندر ذات نسل اور قوم کے امتیاز کا کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ دشمنانِ احمد (صلعم) باوجود تعصب میں اندھے ہونے کے اس اقرار پر بپابہ زنجیر ہیں کہ اس نے اپنے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکامِ خداوندی کو اس مستحسن طریقہ سے انجام دیا۔ جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے فرائض کو پایۂ تکمیل تک بوجوہ احسن بجا لایا ہے۔"
(اسلام ریویو اینڈ مسلم انڈیا فروری سنہ)

اسلامی نماز اور اس کے مسائل

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خصوصی تربیتی خطبہ جمعہ میں جس کی ذمہ داری ذیلی تنظیموں پر ڈالی ہے، نماز کی اہمیت بتاتے ہوئے فرمایا ہے کہ:-
"دوسرا پہلو مختصراً عبادت کا پہلو ہے۔ اس سلسلہ میں مَیں بارہا جماعت کو پہلے بھی متوجہ کر چکا ہوں کہ ابتدائی چیزوں کی طرف بہت ہی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور ان میں سب سے ابتدائی اور سب سے اہم نماز ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء)

حضور انور کے اس ارشاد کی تعمیل میں نماز کی اہمیت، پابندی اور نماز کا ترجمہ اور ضروری مسائل پر مشتمل ہم "سیدنا" میں سلسلہ اسباق شروع کر رہے ہیں۔ تاکہ سلسلہ کی ذیلی تنظیمیں باقاعدہ پروگرام بنا کر ان اسباق سے ساتھ کے ساتھ استفادہ کر سکیں۔ بلکہ غیر از جماعت مسلمان بھائی بھی استفادہ کریں اور اپنا ماحول پاکیزہ بنا سکیں۔
(قائد تربیت مجلس انصار اللہ بھارت)

سبق اوّل

نماز کی اہمیت بتانے کے لئے قرآن کریم میں بے شمار آیات ہیں ہم مختصراً بعض آیات مع ترجمہ پیش کر رہے ہیں:-

★ اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ (عنکبوت آیت ۴۶)
ترجمہ۔ اے رسولؐ جو کتاب کی صورت میں آپ کی طرف وحی کی گئی ہے وہ (ان سامعین پر) پڑھ اور نماز قائم کر۔ یقیناً نماز بے حیائیوں اور برائیوں سے روکتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ذکر ہے۔

★ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (انفال آیت ۴)
ترجمہ۔ مومن تو بس وہی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جائیں۔ اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو وہ ان کے ایمان کو بڑھا دیں۔ اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں جو کہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

★ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (توبہ آیت ۷۱)
ترجمہ۔ اور مومن مرد اور مومن عورتیں بعض ان میں سے بعض کے دوست ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔

★ حٰفِظُوْا عَلَي الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (بقرہ آیت ۲۳۹)
ترجمہ۔ تم سب نمازوں کی حفاظت کرو اور خصوصاً درمیانی نماز پر اور تم دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

★ فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَاۗءَلُوْنَ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (المدثر: ۴۴) ترجمہ۔ بہشتوں میں سوال کریں گے مجرموں سے کہ کس چیز نے تمہیں جہنم میں ڈالا ہے تو کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔

★ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ (دعا ابراہیم ۴۱)
اے میرے رب تو مجھے بھی اور میری اولاد کو بھی نماز قائم کرنے والا بنا اور ہمارے رب ہماری دعا قبول فرما۔ آمین (قائد تربیت مجلس انصار اللہ بھارت)

پاکستان میں حقوقِ انسانی اور جماعت احمدیہ

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا

از مکرم احمد منیر خواجہ صاحب۔ ورزبرگ۔ مغربی جرمنی

روزنامہ جنگ لندن مؤرخہ ۲۳ر مارچ ۱۹۹۰ء کے پرچہ میں "پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق" کے عنوان سے اداریہ پڑھ کر مجھے حیرت ہوئی۔ کہ پاکستان میں ایسے بھولے اور انجان لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کو پاکستان میں دن دہاڑے ایک پُرامن احمدیہ جماعت پر ظلم و ستم کا علم نہیں۔ اور پھر اس حیرت کی انتہا یہ ہے کہ حکومت اور حکومت کے ترجمان بھی اس ظلم و ستم سے لاعلم ہیں

" اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ حکومت پاکستان کے ترجمان نے اسلام آباد میں بتایا کہ امریکی دفتر خارجہ کی سالانہ رپورٹ میں احمدیوں۔ عیسائیوں اور ہندوؤں کے متعلق جو باتیں کہی گئی ہیں۔ وہ قطعاً بے بنیاد ہیں اور مزید بتایا کہ جہاں تک مذہبی اقلیتوں کے خلاف امتیازی سلوک روا رکھے جانے کا تعلق ہے اُس کا خدا کے فضل سے ہمارے معاشرہ میں کبھی تصور بھی نہیں کیا گیا۔ جس کا سب سے بڑا اور ناقابلِ تردید ثبوت اس حقیقت سے ملتا ہے کہ آزادی کے بعد بیالیس برسوں میں مسلم اکثریت اور کسی مذہبی اقلیت کے درمیان ایک بھی فساد نہیں ہوا۔ وغیرہ وغیرہ"

میں نے نہایت ادب سے محترم ترجمان صاحب کو اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ممکن ہے ان کی یہ بات کسی حد تک درست ہو۔ کہ ہندوؤں اور عیسائیوں کو مذہبی لحاظ سے پوری پوری مراعات حاصل ہیں۔ مگر یہ بیان حقیقت پر مبنی نہیں کہ احمدیوں کو بھی یہ مراعات دی جاتی ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اور یہ حقیقت دنیا پر واضح ہو چکی ہے، احمدیوں کو اعلیٰ عہدے دینے تو الگ رہے ان کو محض احمدی مسلمان ہونے کی وجہ سے فوج اور سول کے بڑے بڑے عہدوں سے یہ کہہ کر نکال دیا جاتا ہے۔ کہ یہ احمدی ہے۔

دوسری حقیقت یہ ہے کہ احمدیہ جماعت کو مذہبی آزادی تو الگ رہی۔ حکومت پاکستان نے اور غیر احمدی مولویوں اور ان جیسے دوسرے جہلاء مذہب کی آڑ میں احمدیوں پر وہ ظلم و ستم ڈھائے جا رہے ہیں۔ کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی اور دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا ملک ہو جو احمدیوں پر ظلم و ستم کے خلاف احتجاج نہ کر چکا ہو۔ حقوقِ انسانی کی تنظیم بھی بار بار احتجاج کر چکی ہے بلکہ پاکستان کی بعض اور نامور شخصیتیں بھی احتجاج کر چکی ہیں۔

اب میں محترم ترجمان صاحب کی خاص توجہ کے لئے وہ وجوہات بیان کرنا چاہتا ہوں جن کی وجہ سے ایک انسان دوسرے انسان پر ظلم کی انتہا کر رہا ہے اور غیر احمدی مولوی اور ان جیسے دوسرے جہلاء اس میں پیش پیش ہیں۔ ممکن ہے ترجمان صاحب کی سمجھ میں یہ بات آجائے۔ اور وہ اس ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کر سکیں۔

پہلی وجہ۔ احمدی مسجدوں میں اذان نہیں دے سکتے۔

دوسری وجہ۔ مسجد کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔

تیسری وجہ۔ احمدی کلمہ نہیں پڑھ سکتے اور نہ ہی لکھ سکتے ہیں۔ کیوں کہ ان کا کلمہ دوسرا ہے (مگر آج تک کوئی بڑے سے بڑا غیر احمدی مولوی بھی یہ ثابت نہ کر سکا۔ کہ وہ کون سا دوسرا کلمہ ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا کلمہ بھی وہی ہے جو تمام دنیا کے مسلمانوں کا ہے)

اب ترجمان صاحب بتائیں کہ کیا اسی کا نام مذہبی آزادی ہے۔ ممکن ہے ترجمان صاحب ایسے غلط بیان دے کر عوام۔ حکومت اور غیر احمدی مولویوں سے شاباش حاصل کر لیں۔ مگر ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ان کے اس بیان پر امریکہ۔ جرمنی۔ ناروے۔ سویڈن۔ انگلینڈ اور کینیڈا کبھی بھی یقین نہیں کریں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مندرجہ بالا ممالک میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں احمدی حکومت اور حکومت کے مذہبی مجاوروں کے ظلم و ستم کے ستائے ہوئے ان ممالک میں آباد ہو چکے ہیں اور لگاتار آباد ہو رہے ہیں۔

پھر کیا ترجمان صاحب کو محض مذہبی تعصب کی بنا پر چک سکندر تحصیل کھاریاں والا خونی واقعہ بھول گیا۔ کیا اُن کو ننکانہ صاحب والا خونی واقعہ بھول گیا۔ کیا ان کو وہ سینکڑوں احمدی جو بے گناہ جیلوں میں تکلیفیں اُٹھا رہے ہیں بھول گئے ہیں۔ کیا اُن کو ربوہ سے چار معزز ہستیوں کی بغیر کسی وجہ گرفتاری بھول گئی۔ کیا اُن کو ربوہ اور دوسرے شہروں سے کلمہ طیبہ جو احمدیوں کی مسجدوں اور مکانوں پر لکھا ہوا تھا مٹانا بھول گیا۔۔۔!

کیا اسی کا نام مذہبی آزادی ہے۔۔!؟

میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ ترجمان صاحب سے مذہبی بحث کروں لیکن اگر وہ تعصب سے ہٹ کر سوچنے کی کوشش کریں۔ تو میں اُن کی خدمت میں سکھوں۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کی ایک متفقہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں یعنی حکومت پاکستان کے ترجمان تو یہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں مذہبی آزادی ہے۔ مگر سکھ۔ ہندو اور عیسائی حضرات حکومت اور حکومت کے مذہبی مشیروں کے متعلق کیا کہتے ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے سو سال پورے ہونے پر قادیان (انڈیا) میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے جشنِ تشکر منانے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ اور خوش قسمتی سے میں بذاتِ خود قادیان میں حاضر تھا۔ اس جشنِ تشکر میں ایک بہت بڑے جلسہ کا انتظام تھا۔ اس جلسہ میں جو کچھ میں نے سُنا وہ میں حکومتِ پاکستان کے ترجمان کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں

اس تاریخی جلسہ میں تقریر کرنے والوں میں سردار پرتاپ سنگھ باجوہ شری اشونی کمار سیکرٹری ایم ایل اے سردار گوربخش سنگھ صاحب باجوہ مشہور سیاسی لیڈر۔ شری رگھونندن لال بھاٹیہ ایم۔ پی۔

سردار پرتیم سنگھ صاحب بھاٹیہ
رام پرکاش صاحب ممبر میونسپل کمیٹی
شری منوہر لال صاحب شرما پرنسپل خالصہ کالج قادیان۔

ان تمام حضرات نے باری باری جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور انسانی ہمدردی کی تعریف کی اور پھر سب حضرات نے متفقہ طور پر فرمایا۔ کہ یہ بات تو ہماری سمجھ میں آسکتی ہے کہ ایک سکھ یا ایک ہندو یا ایک عیسائی، مسلمانوں کو اذان دینے سے روکے یا کلمہ پڑھنے سے روکے یا السلام علیکم کہنے سے روکے۔ یا جلسہ سالانہ منعقد کرنے سے روکے۔ یا مسجد کو مسجد کہنے سے منع کرے۔ مگر یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آسکتی۔ کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اذان دینے سے روکے یا کلمہ پڑھنے سے روکے یا بسم اللہ پڑھنے اور لکھنے سے روکے۔ اور یا مسجد کو مسجد کہنے سے منع کرے۔ یہ سب کچھ پاکستان میں جاہل قسم کے غیر احمدی مولویوں اور حکومت کی سرپرستی میں ہو رہا ہے۔

خدا تعالیٰ ہی احمدیوں کی حفاظت کرنے والا ہے اور وہ کر رہا ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ جوں جوں جماعت احمدیہ کی مخالفت اور اس پر ظلم و ستم ہو رہا ہے اسی تیزی کے ساتھ جماعت احمدیہ ترقی کر رہی ہے۔ اور آئندہ بھی کرے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

میں حیران ہوں کہ حکومت پاکستان کے ترجمان نے یہ کیسے کہہ دیا۔ کہ امریکی دفتر خارجہ کی سالانہ رپورٹ میں جو الزام لگائے گئے ہیں، وہ بے بنیاد ہیں۔ انہوں نے اتنا بھی نہ سوچا۔ کہ امریکہ جیسا ترقی یافتہ ملک بغیر تحقیق کے بے بنیاد الزام اپنی رپورٹ میں نہیں لکھ سکتا۔

خدا تعالیٰ ہی ایسے مذہبی تعصب رکھنے والے اور مذہبی مجاوروں کی حالت پر رحم کرے اور ان کو سیدھا راستہ دکھائے آمین ثم آمین۔

درخواستِ دُعا

مکرم بشیر احمد صاحب حافظ آبادی درویش قادیان کے Prostrate Gland بڑھ گئے ہیں جس کی وجہ سے پیشاب میں رکاوٹ ہے۔ ہچکی بار بار آتی ہے ڈاکٹروں نے فوری اپریشن کرنے کا مشورہ دیا ہے لیکن ہچکی کی وجہ سے تاخیر ہو رہی ہے۔ امرتسر ہسپتال میں داخل ہیں۔

اسی طرح مکرم ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب درویش۔ مکرم بشیر احمد صاحب شاد درویش اور مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی درویش بھی بیمار چلے آرہے ہیں سب کی کاملہ و عاجلہ شفا کیلئے درخواست دعا ہے۔

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی پہلی مجلس شوریٰ کے زیر انتظام

قادیان میں فنانس کمیٹی کے تین روزہ کامیاب اجلاسات

رپورٹ مرتبہ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال خرچ و سیکرٹری فنانس کمیٹی قادیان

قادیان ۱۰ ر تبوک (احسان) — حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد گرامی کی تعمیل میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۹ء کے مبارک موقعہ پر مسجد اقصیٰ میں منعقدہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی پہلی مجلس شوریٰ کے زیر انتظام صدر انجمن احمدیہ، انجمن تحریک جدید اور انجمن وقف جدید بھارت کے مجوزہ بجٹ ہائے آمد و خرچ برائے سال ۱۹۹۰-۹۱ء کا بغور جائزہ لے کر انہیں اپنی سفارشات کے ساتھ حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کے لئے تشکیل کی گئی فنانس کمیٹی کے تین روزہ اجلاسات ۸، ۹ اور ۱۰ احسان (جون) کو نظارت علیا کے میٹنگ ہال میں منعقد ہو کر آج صبح ٹھیک ۱۲ بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو گئے۔ الحمد للہ

واضح رہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ہر سہ مرکزی انجمنوں کی مشترکہ تجویز اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی درخواست کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے اس کمیٹی کے لئے درج ذیل نمائندگان کی منظوری مرحمت فرمائی تھی۔

(۱) — محترم سید فضل احمد صاحب پٹنہ (بہار) صدر فنانس کمیٹی۔

(۲) خاکسار محمود احمد عارف ناظر بیت المال خرچ قادیان۔ سیکرٹری فنانس کمیٹی

(۳) محترم محمد زاہد صاحب مولیجہ کانپور یو۔ پی۔ رکن۔

(۴) مکرم محمد احمد اللہ صاحب مدراس (تامل ناڈو) رکن

(۵) محترم محمد شفیع اللہ صاحب بنگلور کرناٹک رکن

(۶) محترم ڈاکٹر عبد الباسط خان صاحب کٹک (اڑیسہ) رکن

(۷) محترم ڈاکٹر انوار الحق صاحب بھنیشور (اڑیسہ) رکن

(۸) محترم سید طاہر احمد صاحب کلیم کٹک (اڑیسہ) رکن

(۹) — محترم سید جہانگیر علی صاحب حیدر آباد (آندھرا) رکن

(۱۰) محترم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب حیدر آباد (آندھرا) رکن

(۱۱) محترم میاں محمد شفیق صاحب سہگل کلکتہ (بنگال) رکن

(۱۲) — محترم میاں ظفر احمد صاحب نیو انڈیا ربر کلکتہ (بنگال) رکن

(۱۳) محترم ایم اے محمد صاحب کوڈیا تھور (کیرلہ) رکن

(۱۴) — محترم ایم اے لطیف صاحب چنتہ کنٹہ رکن

(۱۵) محترم عبد السلام صاحب ڈاک سرینگر (کشمیر) رکن

(۱۶) ناظر صاحب بیت المال آمد قادیان

(۱۷) وکیل المال صاحب تحریک جدید قادیان

(۱۸) ناظم صاحب وقف جدید قادیان

(۱۹) — آڈیٹر صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

اپنی گوناگوں ذاتی مصروفیات اور شمالی بھارت میں ناقابل برداشت شدید گرمی کا موسم ہونے کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مقامی نمائندگان کے علاوہ درج ذیل بیرونی نمائندوں کو بھی اپنے خرچ پر دور دراز کا پر صعوبت سفر اختیار کر کے فنانس کمیٹی کے اجلاسات میں شمولیت کی غرض سے ٹھیک وقت پر قادیان پہنچنے کی توفیق ملی۔

(۱) محترم سید فضل احمد صاحب پٹنہ (بہار) صدر فنانس کمیٹی

(۲) محترم محمد زاہد صاحب مولیجہ کانپور (یو۔ پی) رکن

(۳) محترم محمد احمد اللہ صاحب مدراس (تامل ناڈو) رکن

(۴) محترم محمد شفیع اللہ صاحب بنگلور (کرناٹک) رکن

(۵) محترم ڈاکٹر عبد الباسط خان صاحب کٹک (اڑیسہ) رکن

(۶) محترم ڈاکٹر انوار الحق صاحب بھنیشور (اڑیسہ) رکن

(۷) محترم سید طاہر احمد صاحب کلیم کٹک (اڑیسہ) رکن

(۸) محترم سید جہانگیر علی صاحب حیدر آباد (آندھرا) رکن

حسب پروگرام مورخہ ۸ جون بروز جمعۃ المبارک نماز عصر کے معاً بعد نظارت علیا کے میٹنگ ہال میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ کی زیر صدارت فنانس کمیٹی کا افتتاحی اجلاس منعقد ہوا جس میں تلاوت قرآن کریم اور اجتماعی دعا کے بعد سیکرٹری مجلس شوریٰ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ کے لئے منظور شدہ قواعد و ضوابط پڑھ کر سنائے اور محترم صدر اجلاس نے اراکین فنانس کمیٹی کو اپنے مفوضہ فرائض خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دینے کے لئے مفید مشوروں اور نصائح سے نوازا۔ آپ کے افتتاحی اجلاس سے تشریف لے جانے کے بعد محترم سید فضل احمد صاحب صدر فنانس کمیٹی مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ بھارت کی زیر صدارت فنانس کمیٹی کی اصل کارروائی شروع ہوئی اور وقفہ وقفہ سے کئی طویل نشستوں میں علی الترتیب صدر انجمن احمدیہ، انجمن تحریک جدید اور انجمن وقف جدید بھارت کے مجوزہ بجٹ ہائے آمد و خرچ برائے سال ۱۹۹۰-۹۱ء کا بغور جائزہ لیا گیا اور اضافہ آمد کے سلسلہ میں مختلف اہم تجاویز زیر غور لائی گئیں۔

مورخہ ۱۰ جون کی صبح کو ناشتے سے فراغت کے بعد فنانس کمیٹی کا اختتامی اجلاس مہمان خانہ کے ڈرائنگ روم میں منعقد ہوا جس میں گزشتہ تمام اجلاسات کی رپورٹ کارگزاری پیش کئے جانے کے بعد محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے اجتماعی دعا کرائی جس کے ساتھ ہی پہلی فنانس کمیٹی مجلس شوریٰ بھارت کی کارروائی بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ۔ اس دوران لنگر خانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ ہر سہ مرکزی انجمنوں کی طرف سے بھی اراکین فنانس کمیٹی کے اعزاز میں علیحدہ علیحدہ ضیافتوں کا اہتمام کیا گیا۔ فجزاہم اللہ خیراً

اللہ تعالیٰ ان سب نمائندگان کو جو اپنی گوناگوں مصروفیات اور موسم کی شدت کے باوجود اپنے خرچ پر طویل اور پر صعوبت سفر اختیار کر کے قادیان تشریف لائے اپنے بے پایاں فضلوں اور رحمتوں کا وارث کرے اور ان کی سفارشات کو سلسلہ کے لئے ہر جہت سے مفید اور بابرکت بنائے۔ آمین

بقیہ صفحہ ۱۴: — مکرم بیجو جوز صاحب مکرمہ سی۔ ایچ فاطمہ کوموصاحبہ مکرمہ کے مبارکہ صاحبہ کال کولم۔ مکرمہ سی ایچ خدیجہ صاحبہ مکرمہ سی۔ کے زبیدہ صاحبہ وانیم بلم۔ مکرمہ مبارکہ صاحبہ وانیم بلم مکرمہ سی کے فاطمہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ وانیم بلم۔ مکرم سی۔ کے مبارک صاحب مکرم سی۔ کے ظفر اللہ صاحب مکرم مولوی محمد یوسف صاحب اللہ پاری۔ مکرم ابراہیم صاحب اترا۔ مکرمہ آمنہ صاحبہ۔ مکرم عبد الرحمٰن صاحب کالکناڈ۔ مکرم ٹی کے محمود صاحب سابق قائد علاقائی کیرلہ۔ مکرمہ کے مبارکہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کال، کولم مکرم ٹی۔ کے شوکت علی صاحب معلم وقف جدید مکرمہ نسیمہ صاحبہ موریاکمی۔ مکرم یو منصور احمد صاحب سیکرٹری صوبائی کمیٹی۔ مکرم این کنجی احمد صاحب ماسٹر زعیم علاقائی کیرلہ۔ مکرم کے محمود احمد صاحب مکرم سلیم احمد صاحب کوڈ نگلور مکرم عبد الجلیل صاحب صدر جماعت کرونا گاپلی۔ مکرمہ شاہینہ صدیق صاحبہ مکرمہ عابدہ جلیل صاحبہ مکرم سی کے علی اکبر صاحب۔ مکرم سی ایچ عبد الرحمٰن صاحب معلم وقف جدید مکرم عبد الرحمٰن صاحب تنگل۔ مکرم باوا خان صاحب مکرم پی ایم عبد اللہ صاحب تیدز مکرم ایم علی کویا صاحب مکرم اے پی کنجا مو صاحب

خاکسار طالب دعا
ٹی۔ کے شوکت علی معلم وقف جدید وانیم بلم

پندرہ روزہ تعلیمی و تربیتی کیمپ

ناصرات الاحمدیہ صوبہ کیرلہ

الحمدللہ امسال دانیم علم میں ۹۰/۶/۲۹ تا ۹۰/۵/۳ پندرہ روزہ تعلیمی و تربیتی کیمپ ناصرات الاحمدیہ صوبہ کیرالہ لگایا گیا۔ اس کیمپ کے لئے کیرلہ کی مختلف جماعتوں سے ۶۷ ممبرات ناصرات الاحمدیہ نے شرکت کی اور ۲ غیر احمدی بچیاں بعمر پندرہ سولہ سال اس کیمپ میں شامل ہوئیں۔ اور نوٹس بھی لکھے اور امتحان دیا۔

مورخہ ۹۰/۴/۲۹ کو مکرم سی۔ کے علوی صاحب کے زیر صدارت کیمپ کا افتتاح مکرم ڈاکٹر بی منصور احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کیرلہ نے کیا تلاوت۔ نظم اور مکرم سی۔ کے علوی صاحب کی صدارتی تقریر کے بعد مکرم مولوی محمد یوسف صاحب مالاباری، مکرم ایم عالی کویا صاحب جنرل سیکرٹری صوبائی کمیٹی کیرلہ۔ مکرم عبدالرحمن صاحب کالناڈ۔ مکرم جوز احمد صاحب۔ مکرم سی۔ کے غفور صاحب قائد علاقائی کیرلہ۔ مکرم سلیم احمد صاحب کوڈ ونگلور۔ مکرم ابراہیم کٹی ماسٹر صاحب ماترا نے تقریریں کیں۔

ان پندرہ ایام میں روزانہ بعد نماز فجر قرآن مجید کا درس دیا جاتا رہا۔ اور ایک ایک گھنٹے کے ۱۴ PERIOD لگائے جاتے رہے۔ درمیان میں نماز و کھانے کا وقفہ رکھا گیا، کلاسز میں مندرجہ ذیل امور کے بارے سمجھا کر نوٹس لکھوائے گئے۔

تفسیر سورۃ فاتحہ، قرآنی آیات و دعائیں۔ قرآنی ترتیب۔ نماز۔ رمضان و تراویح۔ زکوٰۃ۔ حج و عمرہ۔ فقہ۔ حدیث۔ تاریخ اسلام۔ تاریخ احمدیت سیرت حضرت خاتم النبیینؐ۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ خلفائے احمدیت۔ مذاہب عالم۔ اچھے اخلاق و آداب مجلس INTRODUCTION OF QURAN

علاوہ ازیں بروز جمعہ جلسہ سالانہ لندن کا ویڈیو کیسٹ دکھایا گیا اور دانیم علم کے مختلف مقامات پر بطور تفریح لے گئے۔ مورخہ ۹۰/۵/۱۲ کو ناصرات الاحمدیہ کے دو گروپ بنا کر امتحان لیا گیا۔ مورخہ ۹۰/۵/۱۳ کو صبح دس بجے اختتامی جلسہ مکرم سی کے علوی صاحب کی زیر صدارت منعقد کیا گیا جس میں تلاوت و متفرق تقاریر کے علاوہ کیمپ کی مختصر رپورٹ پیش کی گئی۔ آخر میں تمام بچیوں کو اسناد اور اول دوم سوم آنے والی بچیوں کو خاص اسناد تقسیم کی گئیں۔

الحمدللہ اسی دن ایک عورت بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئی۔ اس کیمپ کے پروگرام کو کامیاب بنانے میں مندرجہ ذیل افراد نے تعاون دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا کرے

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

ارشاد نبویؐ

اَسْلِمْ تَسْلَمْ

اسلام لاؤ تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ ہو جائیگا

(محتاج دعا)

یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

AZ

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ

دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے

MAHMUD RAHMAT.

PHONE NO 303238/893578

SPECIALIST IN ALL KINDS OF TWO WHEELER MOTOR VEHICLES.

45-B-FANDUMALI COMPOUND-

DR. BHADKAMKAR MARG-BOMBAY-400008

نفائس اور معیاری زیورات کے لئے

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر:- سیّد شوکت علی اینڈ سنز

(پتہ)

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری، نارتھ ناظم آباد کراچی فون نمبر:-

۶۲۹۴۴۳

قادیان دارالامان میں مکان یا پلاٹ کی خرید و فروخت کیلئے

خدمات حاصل کریں

احمدیہ پراپرٹی ڈیلرز

پروپرائیٹر:- نعیم احمد طاہر احمدیہ چوک قادیان ۱۴۳۵۱۶

AHMAD PROPERTI DEALERS.

Ahmadiyya Chowk Qadian 143516

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

(پیشکش)

یانی پولیمرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۶

ٹیلیفون نمبرز:- 43-4028-5137-5206

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے!

زدجام عشق
-/۱۰۰ روپے

جوب مفید اٹھرا
-/۴۵ روپے

اکسیر اولادِ نرینہ
(کورس)

تریاق معدہ
-/۸ -/۱۵

روشن کاجل

حب جدوار
-/۲۰

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ (پاکستان)

افضل الذکر لآ اِلٰہ اِلاَّ اللہ
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ۔
کلکتہ ۷۳-۷۰۰۰

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
CALCUTTA - 700073.
PHONES:- OFFICE:- 275475 RESI.:- 273903.

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار
(دُرِّثمین)

AUTOWINGS,
15 - SANTHOME HIGH ROAD.
MADRAS - 600004.
PHONE NO.
76360
74350

آٹو ونگس

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے
(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA
PHONE :- 279203
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15 - PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا
سفارش کیا کرو، تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا۔
(حدیث نبوی)

RABWAH WOOD INDUSTRIES,
SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS,
DEALERS IN:- TIMBER TEAK POLES, SIZES,
FIRE WOOD.
MANUFACTURERS OF:- WOODEN FURNITURE,
ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.
P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

قائم ہو پھر سے حکم محمد جہان میں ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS,
(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCIETY LTD.
PLOT NO. 6. GROUND FLOOR, OLD CHAKALA,
OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)
PHONES} OFFICE:- 6348179 RESI:- 6233389 } BOMBAY - 400059.

خدا کی پسندیدہ دو باتیں

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ (بخاری و مسلم)
ترجمہ:- دو باتیں ایسی ہیں جو زبان پر تو بالکل ہلکی ہیں مگر قیامت کے دن ترازو میں بہت بھاری ہوں گی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہیں۔ یعنی "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ (۲) سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

طالبانِ دعا
محمد شفیق سہگل۔ محمد نعیم سہگل۔ محمد لقمان جہانگیر۔ مبشر احمد۔ ہارون احمد
پسران مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم۔ کلکتہ۔

يَنصُرُكَ رِجَالٌ نُّوحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ — تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السّلام)

پیش کردہ — کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ جیولرز ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے۔" — ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ۔

احمد الیکٹرانکس — کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس — انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS
6-ALBERT VICTOR ROAD, FORT.
GRAM:- MOOSARAZA
PHONE:- 605558
BANGALORE -560002.

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:۔ عبدالرحیم و عبدالرؤف۔ مالکان حمید ساری مارٹ۔ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

AUTHORISED JEEP JOBBERS PARTS — Lucas TVS — AUTHORISED DISTRIBUTORS: AMBASSADOR · TREKKER · BEDFORD · CONTESSE — AUTHORISED DEALERS: PERKINS P3, P4, P6

آٹو ٹریڈرز — ۱۶ مینگو لین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

AUTOTRADERS,
16-MANGOE LANE,
CALCUTTA - 700001
تار کا پتہ:- "AUTOCENTRE"

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول اور ڈیزل کار۔ ٹرک۔ بس۔ جیپ اور ماروتی کے اصلی پُرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔!

ٹیلیفون نمبرز:۔ 28-5222 — اور — 28-1652

"اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے!"

(کشتی نوح)

NIR ®
CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!